امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 — مورخہ ۷/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۵/ستمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار — شمارہ نمبر 33

اس شمارہ میں
■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ زندگی کے نرم وگرم تجربے
■ اسلام ایک انقلابی مذہب
■ مسلمانان ہند اپنی آنکھیں کھلی رکھیں
■ احساس ذمہ داری سے ہی باہمی بگاڑ دور کیا جاسکتا ہے
■ صبر وشکر؛ کامیاب زندگی کی علامت
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

صفر المظفر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ماہ صفر اسلامی توقیت (کلنڈر) کا دوسرا مہینہ ہے، اس مہینہ کے بارے میں عوام کے درمیان کچھ غیر اسلامی روایات وبدعات رائج ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق بدگمانی اور بعض کا بدشگونی سے ہے، اسلام سے قبل اس مہینہ کو منحوس سمجھا جاتا تھا، کیوں کہ اشہر حرم (رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم) کے بعد یہ پہلا مہینہ تھا، جس میں عرب اپنے کو جنگ وقتال کے لیے آزاد سمجھتے تھے، اس مہینہ سے لوٹ مار، شب خون اور قتل وغارت گری کی گرم بازاری شروع ہوجاتی تھی، اسلام نے اس مہینہ کے بارے میں بدفالی، توہمات اور بدشگونی کو ختم کیا اور اس مہینے کے نام میں ہی ''المظفر'' کا لفظ جوڑ کر اسے صفر المظفر قرار دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کے بارے میں زمانۂ جاہلیت کے تمام توہمات کی بیخ کنی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''لا عدویٰ ولا صفر و لا ھامۃ'' یعنی (اللہ کی مرضی کے بغیر) بیماریوں کے متعدی ہونے کا عقیدہ، ماہِ صفر (کے منحوس ہونے کا عقیدہ) اور اُلّو (کے بدشگون ہونے کا عقیدہ) سب بے بنیاد باتیں ہیں (بخاری شریف)

اسے صفر الخیر بھی کہتے ہیں یعنی بھلائی اور کامیابی کا مہینہ، عربی کی مشہور ڈکشنری ''لسان العرب'' میں اس مہینہ کا نام صفر رکھنے کے بارے میں یہ بات بھی لکھی گئی ہے کہ چونکہ اشہر حرم کے گذرنے کے بعد عرب کثرت سے اس ماہ میں سفر کرتے تھے اور گھر کا گھر خالی ہوجاتا تھا اس لیے اسے صِفر (خالی) کہا کرتے تھے، عربی میں ایک محاورہ ''صِفر المکان'' یعنی گھر کے خالی ہونے کا بھی ہے؛ لیکن ہندوستانی مسلمانوں کا معاملہ بالکل الٹا ہے، عرب والے سفر کرتے تھے اور یہاں کے لوگ اس مہینہ میں سفر سے گریز کرتے ہیں، اسی طرح دوکان ومکان وغیرہ کا افتتاح نہیں کرتے، ان کے نزدیک یہ مہینہ صِفر ہے یعنی اس میں نفع کا کوئی کام نہیں کیا جاسکتا، اس مہینہ کا عوامی اور دیہاتی نام تر تیزی بھی ہے، یہ نام تیرہ تاریخ کی مناسبت سے ہے، جس دن توہمات اور رسومات کے شکار لوگ اس مہینہ کی فرضی نحوست سے بچنے کے لیے صدقہ وخیرات کی کثرت کرتے ہیں، اسی مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو بعض لوگوں نے تہوار کا درجہ دے دیا ہے، اس دن خوشیاں مناتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور سیر وتفریح کے لیے نکلتے ہیں، اس سلسلے میں ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن بیماری کے بعد غسل صحت کیا تھا، ظاہر ہے اسلام میں توہمات بدشگونی اور بدفالی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، یقیناً بعض ماہ کی فضیلت قرآن واحادیث سے ثابت ہے، بعض ایام واوقات کی اہمیت بھی قرآن واحادیث میں بیان کی گئی ہے؛ لیکن کسی دن، ماہ اور اوقات کے بارے میں منحوس ہونے کا کسی جگہ کوئی ذکر موجود نہیں ہے، اس لیے جو لوگ بھی اس قسم کی رائے رکھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن غسل صحت کیا تھا سراسر غلط ہے، تاریخ وسیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن بیمار پڑے تھے، اس سال آخری چہار شنبہ ۲۸/صفر کو پڑا تھا، اس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بیمار پڑے تو چودہ روز بیمار رہ کر انتقال فرما گئے، امت نے رحمۃ للعالمین کی جدائی کا صدمہ برداشت کیا، اس لیے آخری چہار شنبہ کو مسلمانوں کے لیے نہ تو خوشی کا کوئی موقع ہے اور نہ ہی کوئی غم کا موقع، اس لیے مسلمانوں کو ان خرابیوں سے دور رہنا چاہئے۔ اسی طرح چالیسواں یا اربعین کی رسم جو روافض اس ماہ کی بیس تاریخ کو یوم عاشورہ کے چالیسویں دن حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی شہادت کی یاد میں مناتے ہیں، اہل سنت کے بھی کچھ دین وشریعت سے ناواقف لوگ اس رسم میں شریک ہو جاتے ہیں، شریعت میں اس طرح کی رسومات اور بدعات کی کوئی جگہ نہیں ہے، اس لیے اس ماہ میں رائج تمام توہمات وخرافات سے مسلمانوں کو محفوظ رہنا چاہیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ''مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ'' (جس شخص کو بدشگونی کسی کام سے روک دے تو اس نے یقیناً شرک کیا) (صحیح الجامع للالبانی: 6264)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں بدفالی سے پرہیز کرنا چاہیے اور ماہ صفر کو منحوس سمجھنے سے باز آنا چاہیے، لوگوں کا کیا ہے؟ کچھ لوگ تو جمعہ کے دن تک کو منحوس لکھ ڈالتے ہیں، بعض جنتریوں میں ایسا دیکھنے کو ملتا ہے، جبکہ جمعہ کے دن کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ سارے کام اللہ کی مرضی کے تابع ہیں، ہم نے ایک کام شروع کیا اس میں فائدہ نہیں ہوا تو اپنی کمی وکوتاہی کے تجزیہ کے بجائے یہ کہہ کر اطمینان کی سانس لیتے ہیں کہ یہ دن یا مہینہ ہمیں راس نہیں آیا اور اگر یہ ناکامی صفر کے مہینے میں ملی تو اس ناکامی کا سہرا صفر کے سر منڈھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ مہینہ تو منحوس ہے ہی، اس کی وجہ سے تقدیر پر بھی ہمارا ایمان کمزور ہوتا ہے، اللہ کی رضا سے ہماری توجہ ہٹ جاتی ہے، ایسا عقیدہ رکھ کر ہم اپنے کو گناہ میں بھی مبتلا کر لیتے ہیں، اس لیے یقین رکھیے کہ سارے مہینے اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اور کوئی مہینہ منحوس نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور غیر اسلامی فکر اور رسومات سے بچالے۔ آمین

ذہنی سکون

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انسان کی زندگی سوچ اور عمل کا مرکب ہے، سوچ ہی عمل پر ابھارتی ہے، سوچ اچھی بھی ہوتی ہے اور خراب بھی، مثبت بھی ہوتی ہے اور منفی بھی، اگر سوچ اچھی ہوگی تو عمل بھی اچھا ہوگا، سوچ خراب ہوگی تو عمل بھی خراب ہوگا، صاف اور پاکیزہ ذہن میں اچھی سوچ ابھرتی ہے جو اسے مثبت کاموں کی ترغیب دیتی ہے، پراگندہ ذہن منفی سوچوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے جو اس کو غلط کاموں کی طرف لے جاتی ہے، انسان کی سوچ اور اس کے خیالات پر ماحول کا بڑا اثر پڑتا ہے، آج انسانی زندگی اس قدر مشکل اور دشوار ہوگئی ہے کہ انسانوں کا بڑا طبقہ نت نئے مسائل کی وجہ سے مایوسی، ڈپریشن اور ذہنی تناؤ کا شکار ہے، اس ذہنی تناؤ کی وجہ سے اس کی کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے اور زندگی اجیرن بن جاتی ہے، اس کی بنیادی وجہ ہمارے وہ خیالات اور توہمات ہوتے ہیں جن سے ہمارے دل ودماغ کو پراگندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے خیالات کا جائزہ لیتے رہیں، اگر ہم دماغ میں خواہی نہ خواہی گھس آنے والے خیالات کو ڈسٹ بن (کچرے کے ڈبے) میں نہیں ڈالیں گے تو دماغ خود ہی ڈسٹ بن بن جائے گا، اس لیے ہمیں ان غیر ضروری خیالات کو ذہن ودماغ سے نکالتے رہنا ضروری ہے تاکہ ہمارا ذہنی سکون درہم برہم نہ ہو، خوب یاد رکھنا چاہیے کہ ذہنی سکون سے ہمارے کام کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے، اس کے برعکس خیالات کی پراگندگی کے اثرات ہمارے جسمانی صحت پر بھی پڑتے ہیں، ذہنی نظام تہہ وبالا ہوتا ہے تو جسمانی نظام بھی اس کی زد میں آجاتا ہے۔

ذہنی پراگندگی کا اثر خاندانی نظام پر بھی پڑتا ہے، ذہنی سکون نہ ہو تو آدمی جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر چراغ پا ہوجاتا ہے، گھر کو اللہ رب العزت نے پُرسکون بنایا تھا اور اہل وعیال کے درمیان محبت والفت کے فروغ کا یہ ذریعہ تھا؛ لیکن جب گھر کے مکینوں کا یہ سکون ہی درہم برہم ہو جائے تو گھر کس طرح پُرسکون رہ سکتا ہے، اس لئے ذہنی سکون گھریلو سکون کے لئے لازم وملزوم ہے، گھر کے تمام مکینوں کی ذمہ داری ہے کہ ہر فرد کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھیں جو ہر فرد کے لئے ذہنی سکون کا باعث ہو، ذہنی سکون کے حصول اور خیالات کو صاف وشفاف کرنے کے لیے مثبت سرگرمیاں اور ورزش کرنا مفید بتایا گیا ہے، اس سے ذہنی روا الگ رخ اختیار کر لیتی ہے اور انسان پریشان کن خیالات اور توہمات سے اپنے کو پاک کرنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے، عام صحت مند انسان کو بھی ہفتے میں کم از کم ایک سو پچاس منٹ اوسط قسم کی ورزش کرنی چاہیے، اس سے انسان تندرست بھی رہتا ہے اور پُرسکون بھی۔

خیالات کی پراگندگی ختم کرنے اور ذہنی وجسمانی تناؤ سے آزاد کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے نیند ہمیں عطا کی ہے؛ تاکہ آپ جب صبح نیند سے اٹھیں تو اپنے روزمرہ کے کاموں کے لیے پوری طرح چاق وچوبند رہیں؛ لیکن موبائل کے اس دور میں یہ ممکن نہیں ہو رہا ہے، ہمارا نوجوان طبقہ سونے کے وقت میں رات رات بھر سوشل میڈیا پر لگا ہوتا ہے، رات بھر اس میں مشغول رہنے کی وجہ سے نیند پوری نہیں ہوتی اور صبح میں انہیں سر درد اور آنکھوں کی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کی وجہ سے خیالات کا ایک انبار ذہن میں منتقل ہوجاتا ہے، جو ہمارے ذہنی سکون کے لیے زہر قاتل ہے، اس لیے اس سے آخری حد تک پرہیز کرنے کی ضرورت ہے، رات میں معمول کے مطابق سوجایئے، صبح تازہ دم اٹھیے، آپ محسوس کریں گے کہ ایک نئی توانائی آپ کے اندر پیدا ہوگئی ہے، اور دماغی اعتبار سے آپ پُرسکون ہیں۔

صبح دیر تک سونا ذہنی سکون اور جسمانی صحت کے لیے مضر ہے، حکیم عبدالحمید بانی ہمدرد پوری زندگی صحت مند رہے، ان کی اول اور آخری بیماری مرض الموت تھی، ہمدرد یونیورسٹی میں ان کے مزار کے کتبہ پر ان کا یہ قول کندہ ہے کہ میں نے جب سے عقل سنبھالا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سورج نکل گیا ہو اور میں سوتا رہا ہوں، صبح سویرے جاگنے کی اس عادت نے ان کو پوری زندگی تروتازہ، توانا اور صحت مند رکھا، آدمی کی صحت مندی اس کے دل ودماغ کے صحت مند ہونے کا مظہر ہے اور صحت مند ذہن ودماغ عام طور سے پُرسکون ہوا کرتے ہیں۔

کسی چیز کی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے، اسی لیے ضرورت کے مطابق بولیے، کم کھایئے، وقت پر سویرے سویئے اور سویرے جاگیے۔ اسی طرح ورزش کا عمل بھی عمر کے تناسب سے کرنا چاہیے، ذہنی سکون اور خیالات کی پاکیزگی کا سب سے اچھا طریقہ اللہ کی عبادت اور اس کا ذکر ہے، ہر مذہب میں ذہنی سکون کے لیے روحانی طریقے بتائے گئے ہیں، قرآن بھی ذہنی سکون کے لیے اللہ کے ذکر کی ترغیب دیتا ہے اور ''أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ'' (آگاہ ہو جاؤ! اللہ کے ذکر سے قلب مطمئن ہوتا ہے) کا مژدہ سناتا ہے، اس لیے پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ کچھ وقت ذکر و تلاوت میں بھی لگایئے، آپ دیکھیں گے کہ آپ کے خیالات کی پراگندگی چھٹنے لگے گی، ذہن میں اچھے اور پاکیزہ خیالات آئیں گے اور آپ اپنی زندگی میں مثبت تبدیلیاں محسوس کریں گے۔

ذہنی سکون کے لیے ان باتوں پر دھیان دیجئے، آپ محسوس کریں گے کہ آپ ذہنی طور پر تناؤ اور پریشانی سے محفوظ ہو گیے ہیں، اور یہ آپ کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ کی باتیں---رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

مایوس نہ ہوں، ہمت سے کام لیں

''وہ تم کو ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکیں گے، مگر ذرا ہلکی سی اذیت اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو تم کو بیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے، پھر کسی طرف سے ان کی مدد نہ ہوگی'' (سورہ آل عمران، آیت:۱۱۱)

وضاحت: قرآن مجید کی اس آیت میں حق تعالیٰ سبحانہ نے اہل کتاب کی شرانگیزی کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اہل کتاب دشمنی میں مسلمانوں کو اذیت پہونچانے اور بہتان تراشیاں کرنے کے سوا کوئی بڑا نقصان نہیں پہونچا سکتے، کیونکہ اگر وہ مقابلہ آرائی پر آجائیں تو میدان جنگ میں شکست و ہزیمت سے ہی دوچار ہوں گے اور ان کے سارے حربے یک لخت ختم ہو جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عہد نبوت میں ہی ان یہودیوں کو مدینہ خالی کرنا پڑا پھر وہ ذلت و رسوائی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوئے، یہیں سے معلوم ہوا کہ اسلام مخالف قوتیں ہر دور میں مسلم دشمنی کرتے رہیں گے، وہ مسلمانوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں گے، انہیں برا بھلا کہیں گے اور خوف و دہشت کا ماحول بنائیں گے، لیکن اگر مسلمان اپنے ایمان و یقین پر مضبوطی سے ثابت قدم رہیں گے، تو انہیں ان باتوں کا کوئی خاص نقصان نہیں ہوگا، اللہ اپنی غیبی نصرت و طاقت سے ہر ایک کا جواب فراہم کر دیں گے، اس لئے حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے، صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں اس کے لئے خیر و بھلائی ہے اور یہ چیز صرف مومن ہی کو حاصل ہے، اگر اس کو خوشحالی نصیب ہو تو یہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ صبر اس کے لئے بہتر ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمان صبر کے دامن کو چھوڑ کر ان غلط پروپگنڈوں کے شکار ہو جاتے ہیں اور لوگوں سے مرعوب ہو کر دنیاوی تدبیروں کو اتنی اہمیت دینے لگتے ہیں جیسے وہی کارساز ہو، پھر اس وقت اس کی نظر اللہ کی نصرت و حمایت سے ہٹ جاتی ہے اور مادی اسباب کو اختیار کرنے میں وقت ضائع کرنے لگتے ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ماحول کو سازگار بنانے کے لئے ظاہری تدبیریں بھی اختیار کی جائیں، مگر اس یقین کے ساتھ کریں کہ ان اسباب کے اندر قوت و تاثیر پیدا کرنے والی ذات اللہ کی ہے، ہوگا وہی جو اللہ چاہیں گے، اس لئے محض اسباب کو ہی بنیاد نہ بنائیں بلکہ دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھیں اور ہر حال میں اللہ سے پر امید رہیں، مصیبت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، مایوس نہ ہوں، ہمت سے کام لیں اور یقین مانیں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے نصرف ہوگی اور ناہموار راستے ہموار ہونگے، مشکلات دور ہوں گے، اس لئے مسلمانوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اس کے فضل و کرم کا امیدوار ہونا چاہئے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ''خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، کیونکہ اس کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔

یہ وہی زمانہ تو نہیں

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں آدمی کو یہ پرواہ نہیں ہوگی کہ جو کچھ وہ لیتا ہے آیا یہ حلال ہے یا حرام'' (صحیح بخاری شریف)

مطلب: اس وقت ہمارے معاشرے سے اخلاقی قدریں مٹتی جارہی ہیں، مکر و فریب، دھوکہ دھری اور بے مروتی و دنائت کا طوفان ہمارے گرد و پیش برپا ہے، مال و دولت کو جمع کرنے کی ایک ہور سی لگی ہوئی ہے جس میں حلال و حرام، جائز و ناجائز اور مال طیب و خبیث کی تمیز تک ختم ہو رہی ہے، طبیعت میں حرص و طمع اس قدر پروان چڑھ چکی ہے کہ حریص طبیعت کا انسان صرف دوسرے کی کمائی اور مال پر للچائی نگاہ رکھتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ سب کا سب اسی کو مل جائے، سودخوروں کو دیکھئے کہ وہ دن ورات دوسروں کے مال و دولت کو چھیننے اور اپنی دولت کو ناجائز طریقوں سے بڑھانے میں ایسے مشغول رکھتے ہیں کہ انہیں کسی کار خیر کا خیال نہیں رہتا ہے، اسلام نے ایسی آرزو کی ممانعت کی کیونکہ اس میں کئی طرح کی بداخلاقیاں شامل ہیں، ایک بخل اور دوسری حسد ہے، قرآن مجید میں رب کائنات کا ارشاد ہے کہ اس کی ہوس نہ کرو جس میں اللہ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے، مردوں کے لئے ان کی کمائی ہے اور عورتوں کے لئے ان کی اور اللہ سے مانگو اس کے فضل میں سے حصہ، بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے، دنیا میں ایسے بھی تاجر پیشہ لوگ ہیں جو ناپ تول میں بے ایمانی کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مالی فائدہ پہونچے گا، لیکن ان کی اس بے ایمانی اور دھوکہ دھری سے خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اس کا مال ضائع ہو جاتا ہے، پھر وہ اپنے کئے پر کف افسوس کرتا ہے، اس لئے اس حدیث نے ہمارے سامنے ایک آئینہ پیش کیا ہے جس میں دور حاضر کی خود رائی اور حرص و طمع کی تصویر کشی کی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی جو کچھ بھی کھا پی رہا ہے اس کو اس پر غور کرنے کا بھی موقعہ نہیں ملے گا کہ وہ حلال کھا رہا ہے، یا حرام، چنانچہ ہم سب کو اس صاف شفاف آئینہ میں اپنی تصویر دیکھنی چاہئے اور چہرے کے دھندلے کو صاف کرنا چاہئے، کیا ہم حرص و طمع میں اس قدر غرق تو نہیں ہو گئے ہیں کہ پاکیزہ مال کی برکت سے محروم ہوتے جارہے ہیں، ہم جو کچھ کھا پی رہے ہیں وہ کن راہوں سے ہم کو حاصل ہوا، کیونکہ حلال و طیب مال سے دل میں روحانیت و نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اس غذا سے پلا ہوا جسم، گوشت و پوست میں خیر و برکت کا باعث ہو سکتا ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی آدمی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے، معلوم ہوا کہ کسی آدمی کی اپنے ہاتھ کی کمائی سے اچھی کوئی کمائی نہیں، اور آدمی جو اپنی جان اپنے اہل اپنے اہل و اپنی اولاد اور خادم پر خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہے، اس لئے ہر مومن بندہ کو حرام لقمہ سے بچنا چاہئے اور رزق حلال کے لئے محنت کرنی چاہئے، تاکہ ہماری دعاؤں میں قوت تاثیر پیدا ہو اور زندگی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

برتن اور کرسی تاوان کی شرط کے ساتھ کرایہ پر دینا

س: آج کل کسی پروگرام کے موقع پر برتن اور کرسی وغیرہ ٹینٹ والوں سے کرایہ پر لیا جاتا ہے، بھیڑ میں سامان کی حفاظت نہیں ہو پاتی، کبھی کوئی سامان ٹوٹ جاتا ہے تو کبھی کوئی غائب ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے مالک سامان کا بڑا نقصان ہوتا ہے، اس لئے کرایہ پر دینے والا آدمی یہ شرط لگا دیتا ہے کہ سامان کے ٹوٹنے یا ضائع ہونے پر تاوان دینا ہوگا، کیا اس طرح کی شرط لگانا اور تاوان دینا صحیح ہے؟

ج: کرایہ کی چیزیں کرایہ پر لینے والے شخص کے پاس بطور امانت ہوتی ہیں ورامانت کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اس کی حفاظت میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کی تو ضائع ہونے کی صورت میں اس پر تاوان لازم نہیں ہوگا:

''الماجور امانة فی ید المستأجر سواء کان عقدا الاجارة صحیحا أو لم یکن لایلزم الضمان اذا تلف الماجور فی ید المستأجر مالم یکن بتقصیره أو تعدیه أو مخالفته لما ذونیته'' (شرح المجله، ص: ۳۲۳، المادة: ۶۰۰)

لیکن پروگرام کے موقع پر سامان کی حفاظت میں کمی کوتاہی ہوئی یا نہیں یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے، کیونکہ ایسے موقع پر پوری توجہ مہمانوں پر ہوتی ہے، برتن و کرسی وغیرہ کی حفاظت پر نہیں، لہذا اگر کرایہ پر دینے والا شخص کرایہ پر سامان دیتے وقت یہ شرط لگا دیتا ہے کہ نقصان کا تاوان دینا ہوگا تو اپنے سامان کی حفاظت کے پیش نظر ضرورةً اس طرح کی شرط لگا سکتا ہے اور لینے والے پر اس شرط کی پابندی لازم ہوگی اور نقصان کی صورت میں تاوان دینا ہوگا، ویسے اگر شرط نہ بھی لگائی جائے پھر بھی لوگوں کے اموال کی حفاظت کے پیش نظر استحساناً تاوان کا حکم لگانا اور کرایہ پر دینے والے شخص کا تاوان وصول کرنا شرعاً جائز ہے۔

''لم یذکر فی المجلة حکم هلاک المستأجر فیه بغیر فعل الاجیر المشترک... وحاصل ماذکروه ان هلک بما یمکن التحرز عنه کالغصب والسرقة ففیه اربعة اقوال... الثانی ان الاجیر یضمن مطلقا وهو قول الصاحبین، وقد افتی بقولهما کثیر من الفقهاء لتغیر احوال الناس وبه تصان اموالهم لانه اذا علم الاجیر انه لایضمن فربما یدعی انه سرق أو ضاع فی یده'' (شرح المجله: ۳۳۲، الماده: ۶۱۱)

بارش کی وجہ سے مزدور کام نہیں کر سکا کیا مزدوری ملے گی؟

س: مکان کی تعمیر کے لئے مزدور رکھا، لیکن شدید بارش کی وجہ سے وہ کام نہیں کر سکا تو کیا وہ اجرت کا حقدار ہوگا، مزدور کا کہنا ہے کہ چوں کہ میں کام کے لئے آگیا تھا اس لئے ہمیں مزدوری چاہئے، کیا یہ مطالبہ درست ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ مزدور کی حیثیت اجیر خاص کی ہے اور اجیر خاص کام کے وقت میں اپنے آپ کو حوالہ کردینے سے اجرت و معاوضہ کا حقدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ اجرت پر لینے والا شخص اس سے کام نہ لینے میں قصوروار ہو یا خود اجیر خاص کو اپنے مفوضہ کام کی انجام دہی میں کوئی طبعی یا آسمانی رکاوٹ نہ ہو۔

لہذا صورت مسئولہ میں جبکہ مذکورہ مزدور کام کے وقت آیا، لیکن شدید بارش کی وجہ سے وہ کام نہیں کر سکا تو وہ اجرت و معاوضہ کا حقدار نہیں ہوا، اس کے لئے مزدوری کا مطالبہ شرعاً درست نہیں ہے:

''فالمستاجر اذا اقتصر فی استعمال الاجیر ولم یکن للاجیر مانع حسی عن العمل کمرض ومطر فللاجیر اخذ الاجرة ولولم یعمل'' (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: ۱/۴۵۸)

زمین ہنڈہ پر دینا

س: گاؤں میں عام طور سے زمین کھیتی کے لئے دوسرے کو دی جاتی ہے اور یہ طے پاتا ہے کہ دس کٹھا زمین ہے، تو سات من دھان دینا ہوگا، چاہے آپ کھیتی کیجئے یا نہ کیجئے، پیداوار حاصل ہو یا نہ ہو، اس طرح کا معاملہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج: مذکورہ صورت کرایہ کی ہے اور جس طرح مکان کرایہ پر دینا درست ہے اسی طرح زمین بھی کرایہ پر دینا درست ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جبکہ غلہ کی جنس اور مقدار معاملہ کرتے وقت طے کر دی جاتی ہے اور اسی کھیت کی پیداوار سے دینے کی شرط نہیں لگائی جاتی ہے تو من ہنڈہ کی مذکورہ صورت شرعاً جائز و درست ہے:

''وتصح اجارة ارض للزراعة مع بیان مایزرع فیها أو قال علی ان ازرع فیها ماشاء کی لاتقع المنازعة'' (الدر المختار علی رد المختار: ۹/۳۹)

زمین بٹائی پر دینا

س: بکر نے احمد کو اپنی ایک بیگھا زمین بطور بٹائی اس شرط پر پر دی کہ کل اخراجات احمد کے ذمہ ہوں گے اور پیداوار کا نصف حصہ یا پندرہ من بکر کو ملے گا اور باقی احمد کے ہوں گے تو اس طرح کا معاملہ درست ہے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں اگر بکر، احمد کو اپنی ایک بیگھا زمین اس شرط پر دیتا ہے کہ کل اخراجات احمد کے ذمہ ہوں گے اور پیداوار کا نصف بکر کا ہوگا تو اس طریقہ پر زمین بٹائی پر دینا شرعاً جائز و درست ہے، لیکن اگر وہ اس شرط پر دیتا ہے کہ پیداوار کا ایک متعین وزن دس من یا پندرہ من اس کا ہوگا اور باقی احمد کا تو اس طریقہ پر زمین بٹائی پر دینا شرعاً جائز نہیں ہے:

''المزارعة (هی)... (عقد علی الزرع ببعض الخارج)... ولاتصح عند الامام... وعندهما تصح وبه یفتی... (بشروط)... والتخلیة بین الارض)... (والعامل) وبشرط (الشرکة فی الخارج) ثم فرع الاخیر بقوله (فتبطل ان شرط لاحدهما قفزان مسماة او مایخرج من موضع معین'' (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۹/۳۹۷-۴۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر62/72 شمارہ نمبر33 مورخہ ۷؍صفرالمظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۵؍ستمبر۲۰۲۲ء روزسوموار

ٹی راجہ سنگھ کی بکواس

تلنگانہ اسمبلی میں بھاجپا کے رکن ٹی راجہ سنگھ کی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے حوالہ سے بکواس نے حیدرآباد ہی نہیں پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے قلب وجگر کو چھلنی کر دیا ہے، ٹی راجہ سنگھ مجرمانہ ذہنیت رکھتا ہے، اس کے اوپر ایک سو ایک (۱۰۱) مقدمات پہلے سے درج ہیں، جس میں اٹھارہ (۱۸) مقدمات کا تعلق فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے سے ہے، حیدرآباد میں اسے گرفتار کیا گیا، لیکن یہ گرفتاری ان دفعات کے تحت ہوئی تھی، جس میں دفعہ ۴۱، اے کے تحت پولیس کو پہلے نوٹس دینا ہوتا ہے، پولیس نے چوں کہ یہ نہیں کیا تھا؛ اس لیے عدالت نے تکنیکی بنیاد پر اسے رہا کر دیا، اس رہائی کے نتیجے میں مسلمانوں کا غصہ پھوٹ پڑا اور شاہ علی بند سے احتجاج ومظاہرہ شروع ہوا، قدیم حیدرآباد کے چار مینار تک پہونچا، اس درمیان تین اجنبی لوگوں نے پولیس پر پتھر پھینک دیا، اور پولیس نے اپنا غصہ اتارنے کے لیے ہر وہ کام کیا، جو اس کی روایت رہی ہے، نوے (۹۰) مسلمان گرفتار ہوئے اور پولیس نے گھروں میں گھس کر ان کے مکینوں کو زدوکوب کیا، ایم آئی ایم کے اسدالدین اویسی نے کسی طرح ان کو پولیس کی گرفت سے آزاد کرایا اور اپنے کارکنوں کے ذریعہ ان کے گھروں تک پہونچانے کا قابل تعریف کام کیا۔

یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جن نیتاؤں کو اپنی حیثیت پارٹی میں کمزور ہوتی نظر آتی ہے تو وہ کوئی نہ کوئی متنازع بیان مسلمانوں کے یا ان کے مقدسات کے خلاف دے دیتا ہے جو اندھ بھکتوں کے بیچ ان کو راتوں رات ہیرو بنانے کے لیے کافی ہوتا ہے، کچھ دنوں پہلے نوپور شرما نے بھی یہی کیا اور اب ٹی راجا نے بھی پارٹی میں اپنی حیثیت مضبوط کرنے کا یہی آسان راستہ منتخب کیا ہے۔

اس موقع سے حیدرآباد کے مساجد کے ائمہ نے انتہائی تحمل اور برداشت سے کام لیا، انہوں نے اپنی میٹنگ میں یہ طے کیا کہ اس مسئلے پر جمعہ میں کوئی خطاب نہیں ہوگا، اس پر پورے حیدرآباد میں عمل ہوا، ٹی راجہ سنگھ قانونی کارروائی کی تکمیل کے بعد دوبارہ گرفتار ہو گیا، اس سے بھی مسلمانوں نے کچھ راحت محسوس کی، ٹی راجہ سنگھ کی گرفتاری کے دوسرے دن جمعہ تھا اگر مسجد کے منبر سے کوئی تقریر اس موضوع پر ہو جاتی تو مسلمانوں کو قابو میں رکھنا دشوار ہو جاتا اور نتیجہ قتل وغارت گری، خوں ریزی، عصمت دری، دوکان ومکان کی بربادی کے سوا کچھ نہیں نکلتا، ائمہ مساجد حیدرآباد کے اس دانشمندانہ فیصلے نے ایک بڑے فساد کو واقع ہونے سے پہلے ہی روک دیا۔

یقیناً توہین رسالت بڑا جرم ہے اور شریعت میں اس کے لیے سزا بھی مقرر ہے، لیکن اس کے نفاذ کے لیے جو شرائط ضروری ہیں وہ ہندوستان میں نہیں پائے جاتے، یہاں حدود وقصاص کا اجراء نہیں ہو سکتا، یہاں ایسے کسی عمل کا مطلب قانون اپنے ہاتھ میں لینا ہے، جس کی اجازت کوئی بھی نہیں دے سکتا، اس کا حل قانونی چارہ جوئی ہے۔ ہندوستان میں بھی کسی مذہب یا مذہبی شخصیات کے خلاف نفرت انگیز تقاریر کے خلاف متعدد قوانین موجود ہیں جو ہندوستانی آئین میں اظہار رائے کی آزادی پر کچھ ''معقول پابندیاں'' لگاتے ہیں۔ خاص طور پر، تعزیرات ہند کی دفعہ 124A، 153A، 153B، 292، 293، اور 295A کے تحت کسی فرد یا گروہ کے مذہبی عقائد کی توہین یا ایسا کوئی بھی بیان جن کا مقصد کسی خاص مذہب کے خلاف دشمنی کو ہوا دینا ہے قابل سزا جرم ہے۔ ان دفعات کے تحت نفرت انگیز تقاریر یا بیانات کی سزا تین سال کی قید یا جرمانہ یا دونوں کا ضابطہ ہے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقائد یا ان کے مقدسات کی توہین کا معاملہ ہوتا ہے تو پہلے تو کوشش ہوتی ہے کہ ایف آئی آر ہی درج نہ ہو، اور اگر درج ہو بھی جاتی ہے تو اس پر گرفتاری نہیں ہوتی اور معاملہ کو ٹھنڈے بستے میں ڈالنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ اگر ان قوانین پر ایمانداری کے ساتھ عمل ہو جائے تو توہین رسالت کے واقعات میں کمی آ سکتی ہے۔ مگر اصحاب اقتدار بھی نہیں چاہتے کہ یہ چیزیں رکیں، کیوں کہ ایسی ہی نفرت پھیلانے والی چیزیں تو ان کو سوٹ کرتی ہیں اور ان کے ووٹوں کی تعداد بڑھاتی ہیں۔

اس لیے مسلمانوں کو ان قوانین کا علم ہونا چاہئے اور جب بھی ایسا کوئی واقعہ رونما ہو تو کچھ باشعور لوگوں کو ایسے لوگوں کے خلاف ان دفعات کے تحت مقدمہ درج کرنا چاہئے اور ان کو قانون کے مطابق سزا دلوانے کی مضبوط کوشش کرنی چاہئے۔ پرامن احتجاج بھی اس ہوشیاری کے ساتھ کرنا چاہیے کہ مخالفین اس کے اندر گھس کر نئے مسائل پیدا نہ کریں۔ اس سلسلے میں ملک کے علماء، فقہاء اور مذہبی جماعتوں کو مل کر مضبوط لائحۂ عمل تیار کرنا چاہیے اور مسلمانوں کو اسی کی روشنی میں اقدام کرنا چاہیے تا کہ کسی بھی ناخوش گوار واقعہ سے بچا جا سکے۔

آپریشن لوٹس

بھاجپا جب کسی ریاست میں ووٹ حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتی تو وہ آپریشن لوٹس شروع کر دیتی ہے، لوٹس یعنی کنول اس کا انتخابی نشان ہے، اس مناسبت سے اسے آپریشن لوٹس کہتے ہیں، اس آپریشن میں سب سے پہلے دیگر سیاسی پارٹیوں کے ارکان اسمبلی کو خریدا جاتا ہے، ایک ایک ممبر کی قیمت لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ہوتی ہے، کئی تو روپے لینے کے بعد وزارت کی شرط بھی لگاتے ہیں، چنانچہ انہیں اقتدار کی تبدیلی میں روپے کے ساتھ وزارت کی کرسی بھی مل جاتی ہے، دوسری پارٹیاں بھی موقع کی تاک میں رہتی ہیں، لیکن جس بے شرمی اور ڈھٹائی سے روپے دے کر بھاجپا والے ارکان کو خریدتے ہیں اور حکومتیں گرائی جاتی ہیں، اس کی مثال دوسری پارٹیوں میں کم دیکھا جاتا ہے۔ گو دوسری پارٹیوں میں بھی اس کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مہاراشٹر میں ''مہا اگاری'' کی سرکار کو گرانے کے لیے جو داؤ بھاجپا نے چلا وہ کامیاب ہو گیا اور وہاں شیوسینا کے ایک گُٹ نے بھاجپا کی مدد سے شنڈے حکومت قائم کرادی، سابق وزیراعلیٰ کو نائب وزیراعلیٰ بنا دیا گیا، جو یقیناً ذلت آمیز تھا، لیکن اب عزت وذلت کی بات قصۂ پارینہ ہے، اب صرف کرسی چاہیے، اس کرسی کے چکر میں سابق مرکزی وزیر کو ریاستی وزیر بننے، راجیہ سبھا کے ممبر کو ودھان پریشد کے ممبر بننے اور سابق وزیراعلیٰ کو نائب وزیراعلیٰ بننے میں کوئی عار اور شرم محسوس نہیں ہوتی، اب اس ملک کو صرف یہ دن دیکھنا باقی ہے جب صدر جمہوریہ بھی سبکدوشی کے بعد پارلیمانی یا ریاستی سیاست میں سرگرم حصہ داری ادا کرنے لگیں گے۔

بھاجپا چاہتی ہے کہ ساری سیکولر حکومتوں کو آپریشن لوٹس کے ذریعہ اقتدار سے بے دخل کر دے اور اپنی حکومت قائم کرے، دہلی کے وزیراعلیٰ اروند کیجریوال نے دعویٰ کیا ہے کہ بھاجپا ان کی حکومت گرانے کے لیے آٹھ سو کروڑ روپے خرچ کرنے کو تیار ہے اور اس نے عاپ کے چالیس اراکین اسمبلی کو خریدنے کے لیے بیس (۲۰)، بیس (۲۰) کروڑ روپے کی بولی لگادی ہے۔

آپریشن لوٹس ان دنوں جھارکھنڈ میں چل رہا ہے، پہلے کانگریس کے تین ارکان اسمبلی کو موٹی رقم دے کر آسام بھیجا جا رہا تھا تا کہ آپریشن کا تمام خاکہ آسام کے وزیراعلیٰ ان دونوں کو سمجھائیں اور وہ واپس آ کر ہیمنت سورین کی پیٹھ میں چھُرا گھونپ دیں، آسام جانے کے لیے انہیں کولکاتہ سے گذرنا تھا اور وہاں ترنمول کانگریس کی حکومت ہے، اقتدار خاتون آہن ممتا بنرجی کے ہاتھ ہے، چنانچہ یہ دونوں ہوڑہ میں گرفتار ہو کر منی لانڈرنگ کیس میں ماخوذ ہو گیے، یہ اسکیم ناکام ہوتی تو بھاجپا نے ہیمنت سورین کو ہٹانے کے لیے انہیں نااہل قرار دلوادیا، ساری تیاری مکمل ہے، لیکن ہیمنت سورین بھی اس باپ کے بیٹا ہیں، جس نے جھارکھنڈ کو وجود میں لانے کے لیے لمبی لڑائی لڑی تھی، انہوں نے کانگریس اور جھارکھنڈ مکتی مورچہ کے ارکان کو کھونٹی گیسٹ ہاؤس میں لے جا کر رکھا اور اقتدار کی بقا کے طریقوں پر تبادلہ خیال ہوا، اور پھر سارے ارکان رانچی لوٹ آئے، اب دوبارہ انہیں رائے پور منتقل کیا گیا ہے تا کہ وہ بکری منڈی سے دور رہیں، اسمبلی میں دونوں پارٹیوں کے جو ارکان ہیں، اگر وہ متحد رہتے ہیں، تو ہیمنت سورین کی جگہ کسی اور کو وزیراعلیٰ بنا کر اتھاڈ کی حکومت کو بچایا جا سکتا ہے، لیکن سیاست اور کھیل میں کچھ بھی ہو سکتا ہے، اس لیے ابھی سے کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔

بابری مسجد اور گجرات فساد کی فائلیں بند

بلقیس بانو کے ساتھ غیر انسانی تشدد کرنے والے مجرموں کی رہائی پر ردعمل کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ چیف جسٹس یوللت کی سربراہی میں جسٹس رویندر بھٹ اور جسٹس جے پی پارڈی والا کی ایک بینچ نے بابری مسجد اور گجرات فسادات سے متعلق تمام گیارہ (۱۱) مقدمات کی فائلیں بند کر دینے کا حکم دیا ہے، ان مقدمات پر اب کوئی سماعت نہیں ہوگی، بابری مسجد انہدام کے موقع سے توہین عدالت کے مقدمات ہوئے تھے، اسے بھی بند کر دیا گیا ہے، احسان جعفری قتل کیس میں ذکیہ جعفری حکومت سے مقدمات ہارتی اور اپیل کرتی رہی تھیں، اب اس کی بھی سماعت نہیں ہو سکے گی عدالت کے جج حضرات کی رائے تھی کہ ان مقدمات کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے، مرور ایام کے ساتھ یہ مقدمات لائق سماعت نہیں رہے۔ اس فیصلے کا مطلب یہ ہے کہ جو ہو گیا وہ ہو گیا، عربی میں اسے مضیٰ ما مضیٰ کہتے ہیں، یعنی کل پر خاک ڈالیے اور بھول جائیے جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا، ماضی کی پریشان کن یادوں کو بھول جانا آسان نہیں ہوتا، اگر ہو بھی جائے تو انصاف کے تقاضے شاید پورے نہ ہوں۔

بابری مسجد کو تو ملک کی سب سے بڑی عدالت نے پہلے ہی مندر کے دعوے داروں کو سونپ دیا تھا، اب اس کی شہادت کے سلسلہ میں سپریم کورٹ نے اوما بھارتی، ایم ایم جوشی، سادھوی رتمبھرا، ونے کٹیار اور اتر پردیش حکومت کے کچھ سابق عہدیداروں کے خلاف دائر توہین عدالت کی درخواستوں کو خارج کیا ہے۔ مقدمہ کو خارج کرتے ہوئے عدالت کا تبصرہ انتہائی شرمناک ہے عدالت نے کہا ''آپ مردہ گھوڑے کو چابک لگاتے نہیں رہ سکتے'' حالانکہ سب مجرمین زندہ ہیں، اور سب کے خلاف چشم دید گواہ اور ثبوت موجود ہیں، اس کے باوجود عدالت کا یہ ریمارک ثابت کرتا ہے کہ عدالتیں ارباب اقتدار کی کٹھ پتلیاں بن کر رہ گئی ہیں۔ گجرات فساد کے نو میں سے آٹھ مقدمات پر کارروائی مکمل ہو چکی تھی، جبکہ نرودا گاؤں کے مقدمہ کی کارروائی ابھی بھی جاری تھی۔

اسی طرح کرناٹک ہائی کورٹ نے ہبلی کی عیدگاہ میں گنیش چترتھی کی پوجا کرنے کی اجازت دیدی ہے، عدالت کی نظر میں یہ معاملہ اس قدر اہم تھا کہ رات کے ساڑھے بارہ بجے خصوصی عدالت بلا کر یہ فیصلہ سنایا گیا، کوشش تو بنگلور عیدگاہ میں بھی پوجا کے لیے کی جا رہی تھی، لیکن سپریم کورٹ نے اس کی منظوری نہیں دی، عدالت کی نظر میں یہ غیر مناسب عمل ہے، لیکن کرناٹک ہائی کورٹ کو کس طرح یہ مناسب لگا کہ اس نے اس کی اجازت دے دی۔

اس قسم کے فیصلے یہ بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہاں دوسرے درجے کا شہری مانا جاتا ہے اور دستور میں دیے گیے حقوق تک کی ان دیکھی کر کے فیصلے سامنے آ رہے ہیں، اس سے مسلمانوں میں غم وغصہ پایا جاتا ہے، یہ غم وغصہ جب احتجاج کے طور پر سامنے آتا ہے تو پولیس ایکشن کے لیے تیار ہوتی ہے اور کئی لوگ موت کی نیند سلا دیے جاتے ہیں، یہ ہے ہمارا آزاد بھارت، جس کی آزادی کا امرت مہوتسو ہم پورے جوش وخروش کے ساتھ منا رہے ہیں۔

ٹوئن ٹاورز میں بوس

۲۸؍اگست ۲۰۲۲ء کو سارے ٹی وی چینل کی بریکنگ نیوز ٹوئن ٹاور کا انہدام تھا، مختلف خبر رساں ادارے جن میں بی بی سی کے نمائندے بھی شامل تھے، ڈھائی بجے سے قبل پل پل تیاریوں کی رپورٹنگ کر رہے تھے اور ڈھائی بجے دن کے بعد تاش کے پتوں کی طرح بکھرے ان دو عمارتوں کی، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قطب مینار سے بھی سو میٹر بلند عمارتیں تھیں، اسے ٹوئن ٹاور کا نام اس لیے دیا گیا تھا کہ یہ دو فلک بوس عمارتوں پر مشتمل تھا، ایک میں بتیس اور دوسرے میں انتیس منزلیں تھیں، ان کی تعمیر جدید طرز کے مطابق دہلی سے منسلک نوئیڈا کے سیکٹر ۹۳ اے میں سوپرٹیک نامی کمپنی نے کروایا تھا، اس کو منہدم کرانے کے لیے لمبی قانونی لڑائی چلی، سپریم کورٹ تک بات پہونچی، فیصلہ ہوا، نظر ثانی ہوئی اور قانون وقواعد کی ان دیکھی کر کے تعمیر اس عمارت کو منہدم کرنے کا فیصلہ اپنی جگہ برقرار رہا۔

منہدم کرنا بھی اتنا آسان نہیں تھا، قریب میں بہت ساری عمارتیں تھیں، جن کو نقصان پہونچنے کا خطرہ تھا، چنانچہ محفوظ انہدام کی کاروائی کے لیے ایک کمپنی کی خدمات حاصل کی گئیں، اس نے اس عمارت کو گرانے کے لیے سینتیس سو کلوگرام دھماکہ خیز مادہ استعمال کیا، نو ہزار آٹھ سو سوراخ دونوں عمارت سیان اور ایپکس ٹاور میں کئے گئے تھے، یہ سوراخ انگریزی کے حروف وی (V) کی طرح تھے۔ (بقیہ صفحہ ۸؍پر)

یادوں کے چراغ — : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا سید جلال الدین انصر عمریؒ

مرکزی جماعت اسلامی کے سابق امیر، جامعۃ الفلاح بلیریا گنج اعظم گڑھ کے سابق سربراہ، ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کے بانی مہتمم، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے نائب صدر، الھیئۃ الخیریۃ العالمیۃ کے سابق رکن، سراج العلوم نسواں کالج علی گڑھ کے مینیجنگ ڈائرکٹر، اشاعت اسلام ٹرسٹ دہلی، دعوت ٹرسٹ دہلی کے صدر اور رکن پبلی کیشن درجنوں کتابوں کے مصنف مولانا سید جلال الدین انصر عمری کا انتقال طویل علالت کے بعد جماعت اسلامی کے ہوسپٹل الشفا ابوالفضل انکلیو میں ہوگیا، یہ حادثہ ۲۶/محرم ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶/اگست ۲۰۲۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب پیش آیا۔ جنازہ کی نماز اگلے دن دس بجے مرکزی جماعت اسلامی کے دفتر واقع مسجد اشاعت الاسلام کے صحن میں امیر جماعت اسلامی ڈاکٹر سید سعادت اللہ حسینی نے پڑھائی اور مقامی شاہین باغ قبرستان (ٹھوکر نمبر۶) میں تدفین عمل میں آئی ہزاروں سوگوار اس آخری سفر میں ساتھ رہے، پس ماندگان میں دولڑکے اور دو لڑکیوں کو چھوڑا، اہلیہ گذشتہ سال کورونا میں وفات گئی تھیں۔

مولانا سید جلال الدین عمری بن سید حسن کی ولادت تامل ناڈو کے ضلع شمالی آرکاٹ کے گاؤں پت گرام میں ہوئی، ۱۹۳۵ء کا سال تھا جب اس عظیم اور عبقری شخصیت کے وجود مسعود سے پت گرم گاؤں کی رونق میں اضافہ ہوا۔

ابتدائی تعلیم گاؤں مکتب میں پائی، وہاں سے جامعہ دارالسلام عمرآباد منتقل ہوگئے اور یہاں کے اس وقت کے نامور اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ اور صرف بیس سال کی عمر تھی جب ۱۹۵۴ء میں سند فراغ حاصل کیا، انہوں نے مدراس یونیورسٹی کے امتحانات دے کر فارسی زبان وادب میں منشی فاضل کی ڈگری پائی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے انگلش کا امتحان دے کر بی اے میں کامیابی حاصل کی۔

مولانا عمری جماعت اسلامی کی تحریک سے دور طالب علمی سے ہی وابستہ رہے، ابتدا میں انہوں نے رسمی طالب علمی کے اختتام کے بعد جماعت اسلامی ہند کے شعبۂ تحقیق کو نہ صرف سنبھالا؛ بلکہ اس کام کے لئے خود کو وقف کردیا، ان کی محنت اور لگن کو دیکھتے ہوئے ۱۹۵۶ء میں انہیں جماعت اسلامی کا رکن بنایا گیا، کم وبیش دس سال انہوں نے جماعت کے شعبۂ تحقیق علی گڑھ کو سنبھالا، جون ۱۹۸۶ء میں ماہنامہ زندگی نو کے ایڈیٹر بنے اور ۱۹۹۰ء تک ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، ۱۹۸۲ء سے جماعت اسلامی کے تحقیقی رسالہ تحقیقات اسلامی کو نکالنا شروع کیا۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۷ء تک مسلسل چار میقات نائب امیر مرکزی جماعت اسلامی کے طور پر کام کیا، ۲۰۰۷ء میں پہلی بار وہ امیر جماعت اسلامی ہند مقرر ہوئے اور تین میقات ۲۰۱۷ء تک امیر کی حیثیت سے خدمت کرتے رہے، وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے نائب صدر بھی رہے، ۲۰۱۹ء سے وہ شریعہ کونسل کے صدر کی حیثیت سے آخری دم تک کام کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں تصنیف وتالیف اور تحقیق کی مضبوط صلاحیت عطا فرمائی تھی، پچاس سے زیادہ ان کی علمی اور تحقیقی کتابیں ان کی اس صلاحیت کی گواہ ہیں، جن کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں میں ہوچکے ہیں۔ ایک داعی، خطیب اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے بھی ملک میں ان کی اپنی ایک شناخت تھی، تحمل، بردباری، سنجیدگی، متانت ہر حال میں خود پر قابو رکھنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔

ان کی طویل علمی دعوتی خدمات کی وجہ سے انسٹی چیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز نے انہیں چودھواں شاہ ولی اللہ ایوارڈ دیا تھا، یہ ایوارڈ ایک مومنٹو اور ایک لاکھ روپے پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ مولانا نے اس موقع سے دعوت دین کی اہمیت اور مدعو کی زبان سیکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مولانا مرحوم سلجھے ذہن کے آدمی تھے، انہوں نے اپنی حکمت عملی سے دوسرے ملی اداروں کو جماعت سے قریب کیا، جماعت کی قدیم پالیسی کو تبدیل کرکے جماعت کی کارکردگی کو حالات حاضرہ سے ہم آہنگ کرنے میں بھی، ان کے مشورے کو بڑا دخل رہا وہ بڑے داعی اچھے خطیب تھے، ان کے اندر جرأت کردار بھی تھی اور جرأت اظہار بھی۔

میری پہلی ملاقات ان سے ادارہ تحقیقات اسلامی پان والی کوٹھی علی گڑھ میں ہوئی تھی، جہاں ان کا قیام ادارہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے تھا، تحریک اس وقت کے بھائی سعود عالم اور اب کے ڈاکٹر سعود عالم قاسمی کی تھی کہ میں بھی اس ادارہ میں رہ کر تحقیق وتصنیف کی صلاحیت پیدا کروں، میری ایک تحقیقی کتاب ''فضلائے دارالعلوم اور ان کی قرآنی خدمات'' عربی ششم کے سال ہی آچکی تھی، اور اس وقت تک میری کل پونجی یہی تھی، اسے لے کر انٹرویو دینے ان کے پاس پہونچ گیا۔ ڈاکٹر سعود عالم قاسمی معاون بنے، انتخاب بھی ہوگیا؛ لیکن بعض ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے میں وہاں داخل تو نہیں ہوسکا، البتہ مولانا کی اس موقع سے کی گئی ایک نصیحت آج تک تصنیف وتالیف میں کام آتی ہے فرمایا: اگر اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے اندر کتابوں سے مواد اخذ کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے اس کے بعد اگلا مرحلہ اس کو تحریری شکل میں پیش کرنے کا ہے، ان کے کہنے کا خلاصہ یہ تھا کہ تمہارے اندر قوت اخذ بھی ہو اور طاقت عطا بھی۔

پھر جب میں آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کا ممبر بنا تو بورڈ کے پروگراموں میں ملاقات ہوتی رہی، اسلامک فقہ اکیڈمی کے بعض سمینار میں ان کی شرکت اور اپنی ملاقات بھی یاد آتی ہے۔ امارت شرعیہ کے اکابر سے وہ محبت کرتے تھے، ان کے کاموں کو سراہتے تھے، وہ امارت شرعیہ ۸/مارچ ۲۰۰۹ء کو تشریف لائے تھے، انہوں نے اس موقع سے معائنہ رجسٹر پر لکھا:

''امارت شرعیہ کے مختلف شعبوں، قضا وافتا کے شعبوں، ٹکنیکل واسپتال کو تفصیل سے دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، یہاں کے نظم اور سلیقہ سے طبیعت متاثر ہوئی، اس کے کارکنان خدا کا شکر ہے کہ بڑی یک سوئی اور تن دہی کے ساتھ امت کی ایک بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے''۔

مولانا اس دنیا کو چھوڑ چلے، لیکن ان کی نیکیاں سلامت، ان کی خوبیاں ہیں باقی۔ اللہ مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے

کتابوں کی دنیا — : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عظیم آباد کے فارسی اساتذہ

عظیم آباد کو لوگ عموماً دبستان اردو کے ایک مرکز کی حیثیت سے جانتے اور پہچانتے ہیں، لیکن کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ یہ فارسی زبان وادب میں ''سبک ہندی'' کا بھی مضبوط مرکز رہا ہے، یہاں کے فارسی شعراء وادباء نے فارسی، زبان وادب کی جو مشاطگی کی ہے، اس سے دنیا واقف ہے، تاریخ ادبیات ایران پر لکھی گئی معتبر کتابوں میں عظیم آباد کی فارسی خدمات کا بڑے وقیع الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

آزاد ہندوستان میں فارسی کا چلن کم ہوا تو اس کے پڑھنے والے بھی کم ہوتے چلے گئے، کم کا مطلب ختم ہونا نہیں ہوتا ہے۔ اب بھی یونیورسٹیوں میں فارسی پڑھائی جاتی ہے، لڑکوں کی تعداد اس شعبہ میں کم ہوتی ہے، لیکن شعبہ جاری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فارسی پڑھانے والے اساتذہ بھی موجود ہیں ماضی میں عظیم آباد کے فارسی اساتذہ کی بڑی آن بان شان تھی اور ان میں سے بہت ساروں کی حیثیت آفتاب ومہتاب کی رہی ہے۔

فارسی زبان وادب سے عدم دلچسپی اور معاشی میدان میں کساد بازاری کے باوجود بعض اہل علم، فارسی زبان وادب کی شمع تدریسی اور تحریری طور پر روشن کیے ہوئے ہیں، ان میں ایک نام ڈاکٹر محمد رضوان اللہ آروی (ولادت ۱۲/مئی ۱۹۵۹ء) بن حافظ بشیر احمد مرحوم پروفیسر وصدر شعبہ اردو فارسی جین کالج آرہ بہار کا ہے، جن کی تحقیق اور نثر نگاری میں امتیاز کے اہل علم وادب قائل ہیں، انکی آٹھ کتابیں ناول امراؤ جان ادا از مرزا ہادی رسوا کا تنقیدی مطالعہ مقدمہ و متن، ختم سفر کے بعد (سفرنامہ) بازیافت (مجموعۂ مضامین) بہار کی فارسی شاعری کے فروغ میں شعراء پھلواری کا حصہ (تذکرۂ شعراء) متاع قلیل (مجموعۂ مضامین) چند کتابیں چند خیال وتاثرات وتبصرے، چراغوں کا دھواں (رپورتاژ) لفظ ومعانی (مقالات ادبیات فارسی) خاص طور سے قابل ذکر ہیں، انہوں نے حجۃ العارفین سلسلہ ابو العلائیہ کے قدیم ترین تذکرہ اور مکتوبات حسنیہ وملفوظات حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ بھی شامل ہے، آخر الذکر پر میں نے پی ایچ ڈی کے لیے ایڈیشن ورک کیا تھا اور اس کا اردو ترجمہ بھی مکمل ہوگیا تھا، میرے گائیڈ پروفیسر متین احمد صبا بہار یونیورسٹی مظفر پور تھے۔ ان کے مرنے کے بعد میرا سارا کام ان کے یہاں ہی رہ گیا، بلکہ کہنا چاہیے کہ ضائع ہوگیا۔ میں ساری محنت کے باوجود پی ایچ ڈی کی ڈگری سے محروم رہا، اس کا غم اس قدر نہیں ہے، جتنا اس علمی سرمایے کے ضائع ہونے کا ہے، بات نکل آئی تو درد چھلک آیا۔

ڈاکٹر رضوان اللہ صاحب ان دنوں روضۂ رضوان (مجموعہ مقالات در نقد پژوہش متون ادب فارسی) اور مکتوبات حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد منیری کا فارسی سے اردو ترجمہ کرنے میں مشغول ہیں اور اس کو انہوں نے اشارات کا نام دیا ہے۔

عظیم آباد کے فارسی اساتذہ نامی کتاب کے صفحات دوسو ساٹھ ہیں، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے چھپی اس معیاری کتاب کی قیمت تین سو پچاس روپے رکھی گئی ہے، جو اس خوبصورت دیدہ زیب، طباعت سیٹنگ وغیرہ کے اعتبار سے ممتاز کتاب کے لئے زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔ ٹائٹل پر اساتذہ فارسی کی تصویر دیکھ کر کتاب کا قاری ان اساتذہ کے حوالہ سے بھولی بسری یادوں میں کھو جاتا ہے۔ کتاب کا انتساب ہم سر غم گسار نکہت آرا کے نام ہے، جو ان کی نصف اول ہی ہوں گی، زمانہ بھر کے دکھوں کو دل سے لگالینے کا حوصلہ اسی آسرے پر ملتا ہے کہ کوئی غم گسار ہے اور وہ ماں کے بعد اہلیہ ہی ہوتی ہے۔

کتاب کا آغاز ''انہی کے دم سے فروزاں تھے ملتوں کے چراغ'' سے ہوتا ہے، جو مصنف کے قلم سے ہے، عنوان اس قدر پیارا ہے کہ طبیعت پڑھنے کی طرف مائل ہوجاتی ہے۔ اس میں مصنف نے کتاب کے وجود میں آنے کے اسباب اور مندرجات کے دروبست پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، یہ تفصیل بھی ساڑھے تین صفحات میں سمٹ گئی ہے، دریا کو کوزے میں بند کرنا شاید اسی کو کہتے ہیں۔

کتاب میں فارسی کے دس نامور اساتذہ کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے، یہ دس اساتذہ پروفیسر سید شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی، پروفیسر اقبال حسین، پروفیسر اقبال حسین، پروفیسر سید حسن، پروفیسر فیاض الدین حیدر، پروفیسر خواجہ افضل امام، پروفیسر سید علی حیدر نیر، پروفیسر محمد صدیق، ڈاکٹر سید اطہر شیر، پروفیسر انوار احمد، پروفیسر غلام مجتبیٰ انصاری ہیں جن کی خدمات فارسی زبان وادب کے حوالہ سے اس کتاب میں مرقوم ہے۔ ان میں بعض وہ ہیں جن سے میری ملاقات تھی اور بعض سے استفادہ کا بھی موقع ملا تھا۔ پروفیسر غلام مجتبیٰ انصاری میرے ضلع کے تھے اور میں نے ان کے تحقیقی مقالہ سید قاسم حاجی پوری سے تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی کی ترتیب کے وقت بہت فائدہ اٹھایا تھا، بہار مدرسہ بورڈ تاریخ وتجزیہ کی تصنیف کے وقت ان میں سے کئی اساتذہ سے انٹرویو بھی لیا تھا اور ان سے حاصل معلومات کو اپنی کتاب کا جز بنایا تھا، پروفیسر اقبال حسین کو خود نوشت ''داستاں میری'' بھی بڑے ذوق وشوق سے میرے مطالعہ میں رہی تھی، ڈاکٹر رضوان اللہ آروی کی اس کتاب کو پڑھتے وقت میں ماضی میں ڈوبتا چلا گیا، کیسے کیسے لوگ تھے، جن کو زمین کھا گئی، زبان وادب اور تحقیق وتنقید کا کیسا جذبہ ان اساتذہ میں تھے۔ مس خام کو کندن بنانے کا فن کس قدر ان کے پاس تھا، اپنے شاگردوں سے کس قدر وہ لوگ محبت کرتے تھے ماضی سے حال اور پھر مستقبل میں جھانکنے کی کوشش کرتا ہوں تو تاریکی کا ایک جالہ سا نظر آتا ہے۔ تاریکی اور صرف تاریکی، ڈاکٹر رضوان اللہ آروی نے لکھا ہے اور بجا لکھا ہے ''یہ احساس بھی ستم زا ہے کہ الماس وگہر کی مانند، اساتذہ کے ان فرمودات وارشادات کو مادہ پرستی کے اس دور میں ہم کہاں لے کر آئے ہیں، جب دوائے دل بیچنے والے اپنی دکان بڑھا چکے ہیں اور جوہری بازار سخن بند کرچکے ہیں'' یقیناً حال مایوس کن ہے، لیکن ہم ایمان والے دور افق میں روشنی کی ہلکی سی لکیر دیکھتے ہیں، یہ لکیریں پھیلیں گی تو علم وفن کی دنیا پھر سے روشن ہوگی۔

میں اس اہم کتاب کو علمی دنیا میں ایک اضافہ سمجھتا ہوں اور مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ قینچی اور پیسٹنگ کے اس دور میں آپ نے پتہ پانی کرکے تحقیق کے معیار ووقار کو بچالیا ہے، اور نئی نسل کو روشنی دکھانے کا کام کیا ہے کہ تذکرہ و تحقیق کو کس طرح شیر وشکر کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی نثر اس قدر شستہ اور اسلوب اس قدر پاکیزہ ہے کہ کتاب اٹھانے کے مطالعہ مکمل ہوئے بغیر رکھنے کو جی نہیں چاہتا، اگر آپ دوسرے تقاضے سے اٹھ گئے تو بھی دل کتاب کی طرف لگا رہتا ہے اور موقع ملتے ہی آپ اس کے بعد مطالعہ میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اس تبصرہ کو پڑھ کر کتاب پڑھنے کی خواہش جاگ گئی ہو تو بک امپوریم اردو بازار، سبزی باغ، پٹنہ-۴ سے اسے حاصل کرسکتے ہیں۔

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

ایک بزرگ کا تقویٰ

حضرت سید ابو صالح صاحب ایک بڑے نیک اور عبادت گذار بزرگ گذرے ہیں، وہ ایک مرتبہ ندی کے کنارے اللہ کی عبادت میں مشغول تھے، تین دن گذر گئے، کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی، بھوک سے بے تاب ہو گئے، اتنے میں ندی میں پانی پر تیرتا ہوا ایک سیب دیکھا، انہوں نے اس کو اٹھا کر کھالیا، کیونکہ تین دنوں سے بھوکے تھے، لیکن کھانے کے بعد دل میں احساس پیدا ہوا کہ پتہ نہیں یہ سیب کس کا ہے؟ کون اس کا مالک ہے، میں نے اس کو پوچھے بغیر کھالیا ہے، اب کیا کروں، بے چین ہو کر تلاش کرنے کیلئے ندی کا پانی جس طرف سے آرہا تھا اس کی جانب چلنے لگے، دور تک چلنے کے بعد دیکھا کہ ندی کے بالکل کنارے ایک سیب کا باغ ہے، وہ سمجھ گئے کہ اس میں سے یہ سیب پانی میں گرا ہوگا، بہت سارے سیب کے درخت ندی کے کنارے پر تھے اور اس کی شاخیں پانی کی طرف جھکی ہوئی تھیں، اس لئے ان کو یقین ہو گیا کہ اس میں سے سیب گر کر پانی میں بہہ کر آیا ہے، لوگوں سے پوچھا کہ یہ باغ کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت سید عبداللہ فرسعی کا ہے، وہ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہونچے اور ان سے ملاقات کی اور کہا حضرت! میں ندی کے کنارے عبادت میں مشغول تھا اور تین دن سے بھوکا تھا، ندی کے پانی میں سیب نظر آیا، اس کو میں نے آپ کی اجازت کے بغیر کھالیا، آپ مجھے معاف فرما دیں، سید عبداللہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور معاف کرتے ہوئے کہا کہ شاید اللہ کے یہاں میری نجات اسی سیب کی نسبت ہو جائے کہ ایک صاحب دل نے کھایا ہے، یہ تھا ہمارے بزرگوں کے تقویٰ کا حال، ہم لوگ موقعہ پاتے ہوئے دوسروں کا مال ہڑپ جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔ (خلاصہ اخبار الاخیار)

زبان کو قابو میں رکھئے

ایک بہت بڑے اللہ کے ولی تھے، ان کو کسی نے بتایا کہ فلاں فلاں لوگ آپ کی غیبت کرتے ہیں تو اس ولی کامل نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کی دعوت کروں گا اور ان کو ہدیہ بھی دوں گا، کہنے والے نے کہا کہ حضرت! وہ تو آپ کی غیبت کرتے ہیں اور آپ ان کی دعوت اور ان کو ہدیہ دینے کی بات کرتے ہیں، اس بزرگ نے فرمایا کہ ہاں، میں ان کی دعوت کروں گا اور ان کو ہدیہ بھی دوں گا اس لئے کہ وہ لوگ میرے محسن، میرے دھوبی ہیں کہ وہ میری غیبت کر کے میرے گناہ اپنے ذمہ لے رہے ہیں اور میری غیبت کر کے میرے گناہوں کو دھو رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہم دوسروں کی غیبت کریں گے تو گویا ہم نے ان کے گناہ دھو لئے اور ان کے گناہ اپنے سر لے لیا، آج ہم دوسروں کی برائیاں کر کے اس کے گناہ اپنے ذمہ لے رہے ہیں، یہ کس قدر خطرناک ہے؟ (تعمیر حیات لکھنو)

کام چور نہیں کارساز

بیان کیا جاتا ہے، قسطنطنیہ کے ساحل پر ایک دن ایک ایسا نوجوان اترا جس کی پیشانی سے سعادت کا نور ظاہر ہو رہا تھا، لوگوں نے اسے شائستہ اور خوش اطوار پایا تو نہایت عزت کے ساتھ ایک مسجد میں لے گئے، وہاں مسجد کے امام نے بخوشی اس کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔

نوجوان نہایت اطمینان سے مسجد کے ایک حجرے میں رہنے لگا، ایک دن امام صاحب نے اس سے کہا، صاحب زادے! تم کوئی خاص کام تو کر نہیں رہے، مسجد سے کوڑا کرکٹ ہی صاف کر دو، امام صاحب کی یہ بات سن کر نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور ایسا غائب ہوا کہ پلٹ کر مسجد کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد امام صاحب ایک دن بازار سے گزر رہے تھے کہ انہیں وہی نوجوان نظر آیا، وہ ان کے پاس گئے اور ملامت کرنے لگے کہ تو کام چور اور نکما ہے، تجھ سے معمولی سا کام بھی نہیں نہ ہو سکا۔

امام صاحب کی بات سن کر نوجوان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس نے کہا، جناب علی! میرے مسجد سے نکل آنے کی وجہ میری کاہلی اور کام چوری کی عادت نہ تھی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ مسجد میں مجھے اپنی ذات کے سوا کہیں کوڑا کرکٹ نظر نہ آیا اور میں نے خدا کے گھر کو اپنے وجود سے پاک کر دیا، سچ یہ ہے کہ درویش کے لئے سب سے اچھی بات یہی ہے کہ وہ اپنے وجود کو سب سے حقیر خیال کرے، سربلند ہونے کے لئے اس سے بہتر کوئی سیڑھی نہیں۔

غور سے دیکھے تو تو ایک ذرۂ ناچیز ہے
تیرے ہونے یا نہ ہونے کا نہیں کچھ اعتبار
سرکش ومغرور بن کر سر نہ کر اپنا بلند
عاجزی میں ہے بھلائی عاجزی کر اختیار

وضاحت: حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں بھی عاجزی کی عظمت ظاہر کی ہے اور اس میں بالکل شک نہیں کرنا چاہئے کہ عاجز بن کر رہنے والے لوگ ہی دونوں جہانوں کی سعادتیں حاصل کرتے ہیں، مغرور کے حصے میں ذلت کے سوا کچھ نہیں آتا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کی عاجزی

مشہور بزرگ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عید کی صبح غسل کر کے حمام سے نکلے تو کسی طشت میں بھری ہوئی خاک بالا خانے سے آپ کے اوپر پھینک دی، یہ حرکت بہت تکلیف دہ تھی لیکن حضرت دونوں ہاتھوں سے خاک جھاڑتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے، اے نفس! تو تو آگ کے لائق ہے، پھر اس خاک سے کیوں مشتعل ہوتا ہے۔

یہاں تک بیان فرمانے کے بعد حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ خدا پرست کبھی اپنی ذات کو توجہ اور اعزاز کے قابل خیال نہیں کرتے، جو خود بیں ہو وہ خدا بیں ہرگز نہیں ہو سکتا، بہشت بریں کا مستحق وہی ہوگا جو اپنی ذات کی نفی کر کے عاجزی اختیار کرے گا، سربلندی ہمیشہ عاجزی سے حاصل ہوتی ہے غرور تو انسان کو افلاک سے خاک پر گرا دیتا ہے۔

بروز حشر وہ جنت کا مستحق ہوگا
جو عاجزی کے سب سر جھکا کے چلتا ہے
نہ بو بھی سونگھ سکے گا وہ باغ جنت کی
کہ جس کے سینے غصے کا سانپ پلتا ہے

وضاحت: حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں قوت ضبط پیدا کرنے اور غصے پر قابو پانے کا درس دیا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنی معمولی سی اہانت بھی برداشت نہیں کر سکتا، لیکن باعظمت لوگ وہ ہیں جو بہر حال خود کو قابو میں رکھتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی اہانت کا بدلہ لینے کی پوری قوت رکھنے کے باوجود درگزر سے کام لیتے ہیں۔ (ہدیٰ اسلامی ڈائیسٹ)

علم کی جیت

شیخ سعدیؒ بیان کرتے ہیں، ایک دن قاضی کی عدالت میں کسی علمی مسئلے پر بحث ہو رہی تھی، اسی دوران میں ایک خستہ حال درویش داخل ہوا اور موزوں مقام پر بیٹھ گیا، حاضرین مجلس نے اس کی ظاہری حالت سے اسے بالکل معمولی حیثیت کا آدمی خیال کیا اور وہاں سے اٹھا کر جوتوں کے قریب بٹھا دیا، درویش اس بات سے غم زدہ ہوا، لیکن خاموش رہا۔

بحث کسی بہت ہی اہم علمی مسئلے پر ہو رہی تھی اور اتفاق ایسا تھا کہ کوئی بھی اس مسئلے کو مناسب طور پر حل کرنے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا، وہ غصے میں بھر کر ایک دوسرے کو لاجواب کرنے کی کوشش کر رہے تھے، ان کی گردنوں کی رگیں پھولی ہوئی تھیں اور منہ سے جھاگ اڑ رہا تھا۔

درویش خاموش بیٹھا کچھ دیر ان کا یہ دنگل دیکھتا رہا اور پھر بلند آواز میں بولا، حضرت! اگر اجازت ہو تو اس بارے میں میں کچھ عرض کروں؟ قاضی نے فوراً اجازت دے دی اور درویش نے شیریں گفتار اور استدلال کے ساتھ ایسی آسانی سے وہ مشکل حل کر دیا کہ سب حیران رہ گئے۔

اب حاضرین مجلس کو اندازہ ہوا کہ چیتھڑوں میں لپٹا ہوا یہ شخص تو بہت بڑا عالم ہے، قاضی فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے سر سے دستار اتار کر اسے پیش کرتے ہوئے بولا، افسوس ہے کہ پہلے آپ کے علمی مرتبے سے آگاہی حاصل نہ ہو سکی، حقیقت تو یہ ہے کہ اس دستار کے حقدار آپ زیادہ ہیں۔

درویش نے دستار لینے سے انکار کیا اور یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا کہ میں اس غرور کی پوٹ کو ہرگز اپنے سر پر نہ رکھوں گا، یاد رکھو! انسان کا رتبہ بہترین لباس سے نہیں بہتر علم سے زیادہ ہوتا ہے، کوئی شخص صرف سر بڑا ہونے سے عالم نہیں بن جاتا سب سے بڑا سر تو کدو کا ہوتا ہے۔

کوئی خوبی ہو تو دشمن بھی کرے گا اعتراف
صرف کرو فر سے مل سکتا نہیں اونچا مقام
آپ شیریں کوزۂ گل میں بھی شیریں ہی رہے
آپ حنظل جام جم میں بھی کرے گا تلخ کام

وضاحت: شیخ سعدیؒ نے اسے علم کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے بوستاں اور گلستاں دونوں کتابوں میں شامل کیا ہے، اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ عالموں کے گھر پیدا ہونے سے کوئی عالم نہیں بن جاتا اور اچھا لباس پہن کر سردار نہیں کہلا سکتا، یہ عزت تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کرے، پدرم سلطان بود ایک کھوکھلا نعرہ ہے۔ (ہدیٰ اسلامی ڈائجسٹ)

شیخ کامل بن گئے

حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری ابتدائی دور میں زبردست عامل تھے، بہت سے جنوں کو تابع کر رکھا تھا، وہ مؤکل تھے، کبھی فرماتے کہ اس شہر میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، دَم کے دَم میں پہونچا دیتے، کتنے جنوں کو انہوں نے جلا کر راکھ کر دیا، کتنوں کو درخت سے لٹکا کر مار دیا، ایک ایسے ہی جن کو انہوں نے جلا دیا تھا، اس کا ایک بیٹا تھا، اس کی ماں نے اس سے کہا کہ اگر تو اپنے باپ کا بیٹا ہے، تو اپنے باپ کا انتقام لے کر دِکھا، وہ ملک مغرب میں جہاں جنوں کے عملوں اور سحر وغیرہ کا بڑا رواج تھا، اس فن کو سیکھنے گیا اور بڑے عملیات حاصل کئے، واپس آیا تو ماں نے کہا کہ نہیں، ''ابھی خامی ہے پھر جا، پھر سیکھ کر کے آیا، پھر ماں نے واپس کیا، تیسری مرتبہ سیکھ کر آیا، ماں نے کہا کہ اب ٹھیک ہے، اپنا کام کر، محلّہ میں ایک عورت پر اس کا تسلط ہوا، حضرت شیخ محمد غوث کو اطلاع کی گئی، پیغام بھیجا کہ جان کی اماں، چاہتا ہو تو چھوڑ کر چلا جا، اس نے کہا کہ میں تو حضرت کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں، انہوں نے فرمایا کہ اگر جاتا نہیں تو میں خود آتا ہوں، کہا کہ مجھے تو حضرت ہی سے ملاقات کا اشتیاق ہے، وہ تشریف لائے عمل کیا، مگر کچھ اثر نہیں ہوا، وہ خود انہیں کے پیچھے پڑ گیا، آخر میں وہ سمجھ گئے کہ زبردست ہے، فرمایا کہ ایک چلہ کی مہلت دے (تاکہ میں اپنے عملیات تازہ کرلوں) اس نے کہا کہ تین چلوں کی مہلت ہے، مہلت ختم ہونے پر ان کو اندازہ ہوا کہ ان کا اس سے بس نہیں چلتا، آخر میں انہوں نے شکست قبول کر لی، اس نے کہا کہ درخت میں الٹا لٹکا کر ماروں گا، آپ تڑپ تڑپ کر جان دیں گے، وہ زندگی سے مایوس ہوئے، اگلے دن صبح کی نماز انہوں نے ایک مسجد میں پڑھی، وہاں ایک گمنام درویش کس مپرسی میں پڑے رہتے تھے، کبھی انہوں نے ان کی طرف التفات نہیں کیا تھا، دل میں آیا کہ اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، ان کو بھی سلام کرلوں اور سلام کیا اور کہا کہ اب ملاقات نہ ہوگی، فرمایا کیوں؟ کہا کہ (جن) نہیں مانتا، ان درویش نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ اپنی ماں سے کہہ دینا کہ تمہاری بات پوری ہو گئی، اب ان کی جان صدقہ کر دے، اس کا اجر آخرت میں ملے گا، اس نے جواب دیا کہ ہم تابعدار ہیں، حضرت کا حکم سر آنکھوں پر، ان کی جان بچ گئی، انہوں نے دیکھا کہ اخلاص سے اللہ کا نام لینا کیا اثر رکھتا ہے جو کام زبردست عملیات نہ کر سکے، وہ چند سیدھے سادے لفظوں نے کر دیا، اس سے وہ سارا مشغلہ چھوڑ کر درویشی کی طرف رجوع ہوئے اور شیخ کامل بن گئے۔ (صحبتِ اہل دل: ۲۳۱)

زندگی کے نرم وگرم تجربے

مولانا نور عالم خلیل امینی

یہ جو کہا جاتا ہے کہ انسان کا دل آئینہ ہوتا ہے، سوفی صد صحیح ہے، آئینہ قلب اگر صاف ہوتو اس پر منعکس ہونے والی ہر شے خوب صورت اور شاندار لگتی ہے اور اگر یہ آئینہ گدلا اور آلودہ ہوتو اس پر منعکس ہونے والی ہر شے گدلی اور میلی محسوس ہوتی ہے، آئینہ اگر کم گدلا ہوتو بالمقابل شے کم گدلی معلوم ہوگی اور اگر زیادہ آلودہ ہوتو سامنے کی چیز زیادہ میلی نظر آئے گی، سوال یہ کہ انسان کا دل میلا کیوں ہوتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کی صحیح فطرت پر پیدا کرتا ہے، اسی لئے معصوم اور بے گناہ بچے کا دل صاف اور بے میل ہوتا ہے، کیوں کہ اس نے ابھی زندگی کا تجربہ نہیں کیا ہوتا اور زمانے کے نرم گرم سے ناواقف ہوتا ہے، تجربے کی پختگی اور زندگی کی بصیرت آمیز آگہی کے ساتھ ساتھ لوحِ قلب، زندگی کی متنوح نگارشات اور اس کی بے پناہ آڑی ترچھی لکیروں سے پر ہوجاتا ہے، لوح قلب پر زندگی کے تجربات کی پیہم تحریریں اور ٹیڑھی لکیریں، اس کی شفافیت کو ختم کر دیتی ہیں اور دل کی تختی میلی ہوجاتی ہے، بالآخر اس کے سامنے کی ہر شے کا عکس، اس پر میلا اور بھدا لگتا ہے، جب کہ اس سے قبل وہی شے اس پر انتہائی بھلی اور پرکشش لگتی تھی۔

زندگی کے تجربے اور اس کی جان کاریاں، ہر شے کی حقیقت کو عریاں کردیتی ہیں، لہذا ہر شے کا حسن وقبح اپنے صحیح حجم میں نظر آنے لگتا ہے، چوں کہ دنیا دنی ہے، اس کی کمینگی، خست، فریب دہی اور ظاہر و باطن کا اختلاف، تمام ساکنانِ جہاں کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس لئے دنیا کی اکثر چیزیں بگاڑ کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور رکھتی ہیں، جو زندگی کے تجربے کے سفر کے ساتھ ساتھ انسان کے سامنے عیاں ہوتی جاتی ہے، اسی لئے دنیا کی چیزوں کی بدصورتی اور بھدّاپن اس کے لوح قلب پر نمایاں ہوتی رہتی ہے، جب کہ ناتجربہ کار اور سادہ لوح، جس نے زندگی کے نرم وگرم کو ابھی برتا نہ ہو، کے نزدیک دنیا کی چیزیں پاکیزہ اور عمدہ نظر آتی ہیں، کیوں کہ ان کی حقیقت ان پر آشکارا نہیں ہوتی، معصوم بچے کے نزدیک شعلہ اور سرخ پھول میں کوئی فرق نہیں ہوتا، بلکہ شعلے کا جمال اس کے لئے زیادہ دل فریب ہوتا ہے اور پھول کی سرخی اس کے لئے شعلے کی سرخی کے اتنی پرکشش نہیں ہوتی۔

انسان کی عمر کے قافلے کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ تجربے کی پختگی بڑھتی جاتی ہے، اس لئے دنیا کی اکثر چیزیں اس کے خانۂ خیال میں بری محسوس ہونے لگتی ہیں، صرف وہی چیزیں اچھی رہ جاتی ہیں جن کے تعلق سے اس کا طویل اور پیہم تجربہ اس کو یقین دہانی کراتا ہے کہ یہ واقعی خوب صورت ہے اور ان کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف نہیں ہے۔

تجربے کی گہرائی اور زندگی کی معرفت وبصیرت کے بعد ہر چیز اپنی سچائی کے ساتھ اس کے سامنے جلوہ گر ہوجاتی ہے، اس لئے اب اس کے لئے کسی چیز سے فریب کھانے، کسی انسان سے دھوکہ کھانے اور بہ قول صاحب مقامات حریری، کسی ورم والے کو فربہ سمجھنے اور انگارہ جیسی کسی چیز کو انگارہ سمجھ کر آگ سلگانے کی غرض سے اس پر پھونک مارنے کی نامعقولیت کا شکار ہونے کا امکان باقی نہیں رہتا۔

سن رسیدہ اور تجربہ کار انسان، انتہائی خوش نصیب ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی تمام چیزوں کو ان کی حقیقت کے مطابق جان چکا ہوتا ہے، اس لئے ان سے کسی طرح کا دھوکہ کھانے کا اس کے لئے امکان باقی نہیں رہتا، لہذا وہ زندگی میں اپنا کردار ایک صحیح اور متوازن انسان کی طرح بہ خوبی انجام دے سکتا ہے اور انسانی برادری کے ایک ذمے دار اور باشعور فرد کی طرح اپنے فریضے سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے، وہ کسی خلل پھسلن اور گمراہی و بے سمتی کا شکار نہیں ہوتا اور زندگی کے تمام گوشوں میں اور اس کی تمام راہوں پر علیٰ وجہ البصیرت محوسفر اور سرگرم عمل رہتا ہے۔

لیکن مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہ کہہ سکوں کہ سن رسیدہ اور تجربہ کار انسان، مذکورہ حوالے سے سعادت مند ہونے کے ساتھ ساتھ، دگر حوالوں سے بدنصیب بھی ہوتا ہے، کیوں کہ وہ اشیاء کی حقیقت اور انسانوں کو ان کے خیر وشر کے پہلوؤں کے ساتھ جان چکا ہوتا ہے اور وہ انسانوں میں پائی جانے والی خیر کی جگہوں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے، کیوں کہ انسان کمزور اور خطا ونسیان سے مرکب پیدا ہوتا ہے، تو سن رسیدہ انسان کی انسانوں کے حوالے سے یہ معرفت، اس کو انسانوں کے ساتھ سوئے ظن پر آمادہ کرتی ہے اور زندگی کی اکثر چیزیں بے مزہ، بے کیف اور بدشکل دکھتی ہیں، کائنات کا چہرہ بالعموم اس کے نزدیک سیاہ نظر آتا ہے، جن انسانوں سے وہ گھلتا ملتا ہے، ان میں سے اکثر لوگ اس کو بداخلاق اور سیرت وکردار سے ناپاک محسوس ہوتے ہیں، یعنی ان کے محاسن کم اور معایب زیادہ نظر آتے ہیں، ان میں خیر کا پہلو برائے نام وشر کا پہلو ناقابل شمار نظر آتا ہے، نتیجتاً یہ دنیا اپنی ساری چیزوں اور سارے انسانوں کے ساتھ قابل نفرت اور لائق ناپسندیدگی محسوس ہوتی ہے، کائنات کی کوئی شے اس کے لئے باعث انسیت نہیں ہوتی، کسی چیز میں دل موہ لینے کی کیفیت نہیں ہوتی، کسی چیز کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، نہ دل مطمئن ہوتا ہے، بلکہ ہر چیز میں بگاڑ، انتشار، باہمی اور بربادی، بے اطمینانی، بے حوصلگی اور بے ہنگمی کی ایک دنیا نظر آتی ہے، سن رسیدہ انسان میں، یہ سب کچھ محسوس کرکے زمین کی تعمیر، دنیا کی آبادی اور کائنات کی بھلائی کے لئے مسلسل سرگرم عمل رہنے اور انسانوں کے لئے فائدہ منداور کائنات میں دیر پار رہنے والے کاموں میں نسل انسانی کے ممبران کے ساتھ سنجیدہ مشارکت کی ہمت اور جذبہ یکسر فرو ہوجاتا ہے۔

سن رسیدہ اور تجربہ کار انسان کے لئے یہ بڑے خسارے کی بات ہے، یہ خسارہ اس کی سن رسیدگی، پختہ عقلی، بالغ نظری، زندگی کی بصیرت اور کائنات کی اشیا: حیوانات، نباتات، جمادات کی طویل صحبت کا یقینی نتیجہ ہتا ہے، جس سے اس کو مفر نہیں، کہا جاسکتا ہے کہ اس کو سن رسیدگی کی وجہ سے یہ خوش نصیبی تو ملی کہ اس نے تجربہ حاصل کرلیا، ہر چیز کو اس کی حقیقت کے ساتھ جان لیا، لیکن اس کی بدنصیبی ہے کہ اس نے بچپن اور جوانی کو کھودیا، حالانکہ یہ دونوں انسان کی زندگی کی دو بڑی قدریں ہیں، دنیا کی اعلیٰ اور ارفع دیگر قدریں ان کی برابری نہیں کرسکتیں، اسی لئے دنیا کے بہت سے دانشور، شعرا اور ادبا وعلما بچپن اور جوانی کی حد سے نکل جانے کے بعد، ان دونوں زمانوں کو یاد کرتے اور ان سے دوبارہ لطف اندوز ہونے کی تمنا کرتے رہے ہیں، حوصلہ مندی کی علامت اور عزیز اور لذیذ آرزوؤں کی پرورش کے حوالے سے، تاریخ میں اپنا امتیازی مقام ریکارڈ کروانے والے ایک قد آور، انتہائی مشہور اور عربی زبان کے پیغمبر سخن شاعر متنبّی (ابوالطیب احمد بن الحسین الجعفی الکندی ۳۰۳-۳۵۴ھ) نے تو یہ تک تمنا کی ہے کہ اس کو اس کی نوعمری وجوانی واپس کردی جائے اور اس کے بدلے میں جو پختہ کاری، ہوشیاری اور زندگی کی آگہی اور بصیرت اس کو دی گئی ہے، وہ اس سے واپس لے لی جائے، اس کو یہ سودا کسی حال پسند نہیں کہ حوصلہ مند جوانی چھین کر، بے فائدہ اور لایعنی عقل مندی وتجربہ کاری اس کے ہاتھ میں تھمادی جائے۔ متنبّی کہتا ہے:

لیت الحوادث باعتنی الذی أخذت
منی بحلمی الذی أعطت وتجریبی

شاعر کہتا ہے: کاش حوادثِ زمانہ میرے ہاتھ اس جوانی کو بیچ دیتا، جو اس نے مجھ سے اپنی عطا کردہ عقل مندی اور تجربے کے بدلے میں لے لی تھی۔

جہاں تک بچپن کا تعلق ہے تو وہ انسان کے لئے نیند سے زیادہ لذیذ خوابوں کا گہوارہ ہوتی ہے، وہ ساری دنیا کو اس کے لئے جنت ریز بنائے رکھتی ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے نزدیک انتہائی شوخ رنگ والی مٹھائی کی طرح پیارا محسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ دنیا کی ہر شے بچپن ہی کے ایسی بے کدورت، معصوم اور گناہ ناآشنا ہے، وہ محض مسرتوں اور نغموں، سحر خیز شادابیوں اور عطر بیز کھلے ہوئے انتہائی خوش نما پھولوں اور ناقابل شمار لذتوں اور کامرانیوں سے ہی عبارت ہوتی ہے، دنیا کے سارے انسان پیکر محبت رشتے دار، تعاون واشتراک کے لئے بیتاب دوست، ہمہ وقت ہم دردی کے لیے آمادہ شریک کار نظر آتے ہیں، نیز انسانی معاشرے کے سارے ارکان اپنے رنگ ونسل اور عمروں کے اختلاف کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ صرف بچوں پر رحم کھانے اور بڑوں کے عزت وتوقیر کا معاملہ کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں، اپنے لیے جو کچھ پسند کرتے ہیں وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا ان کی فطرت ہے، دشمنی ان کی زندگی کی لغت میں نامعلوم لفظ ہے اور تباغض وتحاسد اور ایک دوسرے کے پیچھے پڑنا حرفِ بے معنیٰ؛ بلکہ ان کی زندگی میں پہلی مرتبہ سنا جانے والا لفظ ہے، گویا سارا انسانی معاشرہ لامحدود بھلائیوں اور بے شمار اچھائیوں کا مجموعہ ہے اور وہ اس خیالی اور مثالی معاشرے جیسا ہے، جو صرف ایک بار ہی چشم کائنات نے دیکھا تھا یعنی نبی خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے صحابہ اور ان کے بعد کے ان عہدوں میں جس کے اچھا ہونے کی گواہی خود لسانِ نبوت نے دی تھی۔

اور رہی جوانی تو اس کا حال تو پوچھیے مت، اپنی ساری خودائیوں کے باوجود، ادھیڑ عمری اور بڑھاپے میں سب سے زیادہ یہی یاد آتی ہے، یہ زمانہ حوصلہ کا زمانہ ہوتا ہے، امنگوں کا عہد ہوتا ہے، جوش وجذبے کی بے پناہی کے دن ہوتے ہیں، صبر وتحمل سے انسان اس دور میں سرشار رہت ہے، محنت وسرگرمی سے کوئی لمحہ خالی نہیں ہوتا، انسان کے سارے قوی اس وقت مکمل طور پر کام کرتے ہیں، انسان اس عمر میں ماضی ومستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرتا ہے، حالات کے جائزے میں نگا رہتا ہے، پیش قدمی کا خواب دیکھتا رہتا ہے، اپنے کمال وبرتری کو اجاگر کرنے، اپنی شخصیت کو مسلط کرنے، اپنی صلاحیتوں کو فروغ دینے، اپنی شناخت قائم کرنے، بلندیوں کے لئے سبھوں سے آگے بڑھنے اور سب سے زیادہ محنت کرنے کی دھن اسے لگی رہتی ہے اور شرف وعزت کا حصول، اونچے سے اونچے مقام ومرتبے تک پہنچنے اور دنیا میں دھوم مچادینے کی خواہش انسان کو تڑپائے رکھتی ہے۔

لیکن دانش مندی اور تجربے کے حصول والی عمر میں، جس میں انسان امورِ زندگانی کا ماہر ہوتا ہے، انسان عموماً سارے حوصلہ مندانہ صفات اور ولولہ انگیز خوبیوں سے عاری ہوچکا ہوتا ہے، ہمت وتازہ دمی اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے اور تعمیر ذات وفروغ مقاصد کا جذبہ دغا دے جاتا ہے، الغرض انسان بوڑھا ہوکر تجربے اور بصیرت کی دولت سے تو بہرہ یاب ہوجاتا ہے لیکن اپنی حیاتِ مستعار، جس کے لمحے گنے ہوئے ہوتے ہیں، کی سب سے قیمتی اور عالی قدر نعمت سے محروم ہوجاتا ہے، یعنی معصوم، پرسکون، لاپرواہ اور غم ناآشنا بچپن اور جوش عمل، جرأت مندی، اور خواب وخیال سے شیریں تر، لذیذ اور برتر جوانی سے، تہی دامن ہوجاتا ہے۔

اسی کے ساتھ وہ قلب کی شفافیت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، جو اس کے بچپن کا نشان امتیاز ہوتی ہے اور جوانی میں بھی بڑی حد تک اس کا ساتھ نہیں چھوٹی، کہا جاسکتا ہے کہ تجربۂ زندگانی اور کائنات کی اشیا کی بصیرت سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے، کیا ملتا ہے اس کے بعد میاں انسان کو سوائے اس کے کہ آئینہ قلب میلا ہوجاتا ہے اور عقل وخرد کی تخیل گاہ آلودہ اور ہر شے کو قبیح الشکل بنادینے کے لائق ہوجاتی ہے۔

جب وہ بچہ اور جوان تھا، چہرہ تر وتازہ تھا، حسن وجمال کے چہرے پر آب کاری وتابانی تھی، دل سے امیدیں، چھلکتی تھیں، اب کیا ہے؟ چہرہ جھریوں والا، مرجھایا ہوا اور دل ڈوبا ڈوبا سا، سب کچھ ملا؛ لیکن سب کچھ کھودینے کے بعد، کیا یہ عظیم خسارہ نہیں، اسے آپ خوش نصیبی نام دیں گے یا بدنصیبی؟

ایسا لگتا ہے کہ اللہ کی اس کائنات کا یہی اصول ہے، اللہ کی یہی سنت ہے کہ انسان کسی چیز کو پانے کے لئے کسی چیز کو کھونے پر مجبور ہوتا ہے، دنیا کی ہر سچائی کسی قیمت کی متقاضی ہوتی ہے، آپ کو ایک چیز تب ملے گی، جب آپ ایک چیز اپنے ہاتھ سے جانے دیں گے، بلندی چاہتے ہیں تو راتوں کو جاگنا ہوگا، موتیوں کی طلب ہے تو بحر کی غواصی کرنی پڑے گی، اللہ کی خوش نودی عزیز ہے تو اس کے اوامر ونواہی پر مکمل طور پر کاربند ہونا پڑے گا، علم کی چاہت ہے تو پرہیز گاری سے پیار کرنا ہوگا اور دنیا داری کو لگام دینی ہوگی اور بہ قدر ضرورت سونا ہوگا، بلکہ بے خوابی کو گلے لگانا ہوگا، نیز آسودگی، شکم سیری کو خیر باد کہنا ہوگا اور مطالعہ مذاکرہ اور کتابوں کی دنیا کی ہمہ وقت سیر کو ہی اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا مختصراً یہ کہ لذت اندوزی کو بالکل تیاگ دینا ہوگا، اگر یہ سب کچھ منظور ہے تو پھر علم کا دروازہ آپ کے لیے کھلا ہوا ہے اور اس کے حصول کا راہ میں اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں، جتنا چاہے اس دولت کو اپنی جھولی میں ڈال لیجئے، آپ کے ''عالم'' بننے کے لئے اب سارے اسباب مہیا ہیں۔

یہاں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ بچپن جوانی اور بڑھاپا، زندگی کی ہر منزل کی اپنی خصوصیت ہے، جو دوسری میں نہیں پائی جاتی اور ہر ایک میں ایسا فائدہ ہے، جو دوسرے میں نہیں، پھر بعض کے فائدے بعض سے بڑھے ہوئے ہیں، نیز بعض کے فائدے بے پناہ، متنوع اور ہمہ گیر ہیں، جب کہ بعض کے فائدے اتنے اور ایسے نہیں ہیں، اس طرح زندگی کی بعض منزلیں بعض منزلوں کے لئے قابل رشک بلکہ لائق حسد ہیں۔

ایک مسلمان اپنی شریعت کی طرف سے اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام مراحل کی غیر معمولی قدر کرے تاکہ ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے کی طرف سفر کرلینے کے بعد، اس کو پہلے مرحلے کی ناقدری پر افسوس نہ ہو، حدیث میں کہا گیا ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جاننا چاہئے، زندگی کی موت سے پہلے، صحت کو بیمار سے پہلے، مال داری کو غربت سے پہلے، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے، ہر مسلمان کو اس نبوی نصیحت کو حرز جاں بنالینا چاہیے، بلکہ اپنی زندگی کو جینے اور برتنے کے لئے کلید کے طور پر اس نصیحت کو استعمال کرنی چاہئے، لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ زندگی کا کوئی لمحہ دنیا اور آخرت کے حوالے سے خیر اندوزی کے بغیر نہ گزرے۔

مسلمانان ہند اپنی آنکھیں کھلی رکھیں

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ

جب خطرات کے بادل منڈلا رہے ہوں تو سمجھ دار انسان سویا نہیں کرتا ہے، ہندوستان کے مسلمان اس وقت اسی صورت حال سے دوچار ہیں، اس ملک کے معماروں نے اسکی بنیاد تکثیریت اور سیکولرزم پر رکھی تھی، ملک کا دستور بھی اسی اصول پر مرتب ہوا، اور آج بھی محبّ وطن شہریوں کی یہی سوچ ہے، کیوں کہ اسی میں اس ملک کی بھلائی ہے، اور یہی ایک راستہ ہے جس کے ذریعہ اس ملک کی سلامتی کو برقرار رکھا جاسکتا ہے، اور یہاں امن وامان قائم رہ سکتا ہے، مگر افسوس کہ کچھ فرقہ پرست طاقتوں کو ملک سے زیادہ اپنے اقتدار سے محبت ہے، وہ اس ملک کو آگ لگا کر اپنے قصر اقتدار کا چراغ روشن کرنا چاہتے ہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھیں شعور سے کام لیں، اور ہمت وحکمت کے ساتھ صورت حال کا مقابلہ کریں، خاص کر دو باتیں اس وقت مسلمانوں، دیگر مذہبی اقلیتوں، اور انصاف پسند ہندو بھائیوں کیلئے بے حد تشویش کا باعث ہیں، ایک گھر واپسی کا پروگرام، جو کھلا ہوا دھوکہ ہے، فرقہ پرست جماعتوں کو بھی اس بات کا خوب اندازہ ہے کہ وہ دوسرے اہل مذاہب خصوصا مسلمانوں کو تبدیلی مذہب پر آمادہ نہیں کر سکتے، ایمان کی دولت ایسی نہیں، جو چند روپے کے عوض فروخت کر دی جائے اس لئے اس پروگرام کا اصل مقصد ملک میں ایسی فضا تیار کرنا ہے کہ تبدیلی مذہب پر مکمل پابندی کے قانون کا مطالبہ ہونے لگے اور اس طرح کا قانون پارلیامنٹ میں لایا جائے، ظاہر ہے یہ دستور میں دی گئی مذہبی آزادی کے حق کو چھیننے کی ایک کوشش ہے، اسلئے ہمیں ایک طرف امت کی فتنہ وارتداد سے حفاظت کرنی چاہئے، دوسری طرف پوری قوت کے ساتھ مذہبی آزادی کے حق کا دفاع ہونا چاہے۔

دوسرا مسئلہ مرکزی حکومت کی طرف سے خود اس کے بقول 'از کار رفتہ قوانین کو ختم کرنے کا ہے، از کار رفتہ قوانین میں متعدد ایسے قوانین کو شامل کیا گیا ہے، جن سے پرسنل لا کا تحفظ ہوتا ہے، جیسے: شریعت اپلیکیشن ایکٹ 1937ء، قانون انفساخ نکاح 1939ء، وقف علی الاولاد سے متعلق قانون، اگر ان قوانین کو ختم کر دیا جائے تو مسلم پرسنل لا کا تحفظ ناممکن نہ ہو تو دشوار تر ضرور ہوجائیگا۔

مسلم ممبران پارلیامنٹ اور مختلف تنظیموں کو بھی اس بات پر گہری نظر رکھنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ چشم زدن میں ملت کا پورا سرمایہ پلیٹ کر رہ جائے، مسلم پرسنل لا بورڈ اور اسکی لیگل کمیٹی صورت حال پر نظر رکھے ہوئی ہے، اور مسلسل اس کے تدارک کیلئے کوشاں ہے، اور چاہتی ہے کہ پوری ملت اسلامیہ اتحاد قول وعمل کے ساتھ اس کوشش میں شریک ہوں، اس وقت کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو تنہا کر دیا جائے اور اکثریتی فرقہ اور اس سب سے بڑی اقلیت کے درمیان اتنی اونچی دیوار کھڑی کر دی جائے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ نہ سکیں؛ حالانکہ اس ملک میں ہندو مسلمان صدیوں سے بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گذارتے رہے ہیں، آزادی کی لڑائی انہوں نے شانہ بہ شانہ لڑی ہے، ملک کی حفاظت میں بھی وہ ایک دوسرے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر کھڑے رہے ہیں، مسلمان حکمرانوں نے اپنے عہد حکومت میں ہندوؤں کو بڑے عہدوں پر فائز کیا، حکومت میں برادران وطن کو شامل رکھا، ہر گروہ کے مذہبی جذبات کا احترام کیا گیا، مذہبی مقامات کیلئے فراخ دلانہ جاگیریں دی گئیں، مگر اب تاریخ کو مسخ کیا جارہا ہے، پہلے جوز ہر کتابوں کے ذریعہ پلایا جاتا تھا، اب الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پلایا جارہا ہے، اور سوشل میڈیا تو اس سے آگے بڑھ گیا ہے، اور ہر طرح کی قانونی اور اخلاقی بندھنوں سے آزاد ہو کر نفرت کی تبلیغ میں سرگرم ہے۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ مسلمان حسن تدبیر کے ساتھ فرقہ پرستوں کی اس کوشش کو ناکام بنائیں، برادران وطن سے تعلقات استوار کئے جائیں، شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے سماجی روابط بڑھائے جائیں، اپنے عمل اور اخلاق کے ذریعہ اس پروپیگنڈہ کا غلط ہونا ثابت کیا جائے، انصاف پسند غیر مسلم بھائیوں کا تعاون حاصل کرتے ہوئے امن و امان قائم رکھا جائے اور ایسے مشترکہ ایجنڈوں پر ان کے ساتھ مل کر کام کیا جائے؛ جو ملک وقوم کے مفاد میں ہے، اس محاذ سے ہم جتنی غفلت برتیں گے اسی قدر نفرت کی دیواریں اونچی ہوتی چلی جائیں گی۔

جو قوم اپنے مسائل کو نہیں سمجھتی ہے خود فراموشی میں مبتلا ہو جاتی ہے، اور جو حالات پر نہیں نظر رکھتی، وہ داستان پارینہ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالی ہماری مدد فرمائے اور ملت اسلامیہ ہند کو دین وشریعت پر ثابت قدم رکھے اور حکمت وبصیرت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

احساس ذمہ داری سے ہی بگاڑ دور کیا جاسکتا ہے

سراج الدین ندوی

آج ملک کے حالات بد سے بدتر ہیں۔ ہر طرف افراتفری ہے۔ کرپشن اپنے عروج پر ہے۔ پورا ملک مالی بحران کا شکار ہے۔ بے روزگاری اور مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے۔ دوسری طرف معاشی استحصال اور سیاسی عدم استحکام اپنے عروج پر ہے پورا ملک اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے، اخلاقیات کا ہر پہلو نہایت افسوسناک ہے، فحاشی اور عریانیت کے دیو ننگا ناچ رہے ہیں۔ ظهر الفساد في البر والبحر کے منظر نے ہر انسان کو بے چین کر رکھا ہے۔

جب ہم انگریزوں کے غلام تھے تو یہ کہا جاتا تھا کہ کرپشن اور بگاڑ کی اصل وجہ غلامی ہے۔ جب ہم آزاد ہو جائیں گے، جب ہم اپنی پسند کا قانون بنائیں گے، اپنی مرضی سے ملک کا نظام چلائیں گے تو کرپشن اپنی موت آپ مرجائے گا۔ لیکن جب آزادی کا سورج طلوع ہوا تو ہم نے دیکھا کہ پنجاب سے لے کر کلکتہ تک خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔ کتنے بچے یتیم ہو کر رہ گئے۔ لوگ غلامی کے دور کو یاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اس آزادی سے تو غلامی کا دور بہتر تھا۔

بعض دانشوروں نے کہا کہ ہم اس لیے بگاڑ کا شکار ہیں کہ ہماری قوم جاہل ہے۔ لوگ ان پڑھ ہیں جب تعلیم عام ہو جائے گی لوگوں کو شعور وآگہی حاصل ہوگی تو کرپشن دور ہو جائے گا۔ ملک بھی ترقی کرے گا اور فرد کی بھی ترقی ہوگی۔ چنانچہ ہر جگہ اسکول کھولے گئے۔ کالجیز کی بنیاد ڈالی گئی، یونیورسٹیاں بنائی گئیں، بہتر سے بہتر نصاب تعلیم تیار کرنے کی کوشش کی گئی۔ کمیشن پر کمیشن بٹھائے گئے۔ ماہرین تعلیم تیار کیے گئے۔ اساتذہ کی تربیت کی گئی۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ تعلیم جیسے جیسے بڑھتی گئی بگاڑ عام ہوتا گیا۔ ان پڑھ غبن اور گھوٹالے نہیں کرتے تھے۔ مجھے اہل علم معاف فرمائیں کہ یہ بڑے بڑے گھوٹالے، سرکاری اسکیموں کو چونا لگانا، سازشیں کر کے خرد برد کرنا یہ تمام کام تعلیم یافتہ لوگ کرتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ محض تعلیم سے کرپشن کو دور نہیں کیا جاسکتا بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارے لوگ اس لیے کرپٹ ہیں کہ یہاں غربت ہے۔ غربت کی وجہ سے بگاڑ اور فساد پایا جاتا ہے۔ اگر غربت دور ہوگی، خوش حالی آئے گی، لوگ آسودہ حال ہوں گے، ملک خود کفیل ہو جائے گا، تو لوگ کرپشن کرنا چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ اس کے لیے بڑے بڑے کارخانے لگائے گئے۔ ملیں اور فیکٹریاں کھلیں، بیرونی کمپنیوں کے لیے ملک کے دروازے کھولے گئے، بینکنگ کا جال بچھا دیا گیا، کاروبار کے لیے بڑے بڑے قرضے دیے گئے۔ بہت سی سرکاری اور نیم سرکاری معاشی اسکیمیں نافذ کی گئیں لیکن ہم نے دیکھا کہ جیسے جیسے ملک میں پیسہ آیا اور لوگوں میں خوش حالی آئی تو کرپشن مزید بڑھ گیا۔ مجھے اہل ثروت معاف کریں اور یہ کہنے کی اجازت دیں کہ کرپشن اور بگاڑ غریبوں کے مقابلے میں اہل ثروت کے یہاں زیادہ پایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کثرت مال اور دولت سے بھی کرپشن دور نہیں ہوسکتا بلکہ مال کی کثرت بگاڑ میں اضافہ کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ بگاڑ کی وجہ یہ ہے کہ ایک پارٹی بہت دنوں سے اقتدار میں ہے۔ اس کے فیصلے ملک کو ترقی نہیں کرنے دے رہے ہیں۔ ایک خاندان کی حکومت پورے ملک میں نافذ ہے۔ چنانچہ دوسری پارٹیوں کو اقتدار دیا گیا۔ جنتا پارٹی حکومت میں آئی لیکن جلد ہی کانگریس دوبارہ آ گئی۔ پھر بے جے پی اور جنتا دل کا تجربہ کیا گیا۔ لیکن ملک میں کرپشن بڑھتا ہی گیا۔ بڑے بڑے اسکینڈل سامنے آئے، بوفورس، رافیل، تابوت، چارہ گھوٹالوں سے لے کر نوے ہزار کروڑ سے زیادہ کے بینک گھوٹالے ہوئے، کتنے ہی سرمایہ دار لاکھوں کروڑ روپے لے کر ملک سے فرار ہو گئے۔ بجائے اس کے کہ ملک میں شانتی، سکون، اطمینان کی فضا ہوتی خوف، دہشت، انتشار، افتراق، نفرت اور عصبیت بڑھ گئی، لوگ تنہا سفر کرنے میں ڈرنے لگے۔ لوگوں کے کھانے پینے پر پابندیاں لگائی گئیں، لوگوں کو کپڑوں سے پہچاننے کی بات کہی گئی، ایک فرقے کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا اور پورے ملک میں پیار محبت کی بجائے نفرت کی آگ بھڑکنے لگی اور ہمارا ملک جو امن وشانتی کے لیے پوری دنیا میں پہچانا جاتا تھا وہ ظلم اور عصبیت کے لیے پہچانا جانے لگا۔ یہاں تک کہ حقوق انسانی کی بین الاقوامی تنظیموں نے ملک کے بارے میں شرمناک اور افسوس ناک رپورٹیں شائع کیں۔ ان کی رائے ہے کہ بھارت میں حقوق انسانی کو پامال کیا جارہا ہے اور ایک فرقے کو نشانہ بنایا جارہا ہے، کبھی کبھی یہ بات بھی کہی گئی کہ اگر انفرادی ملکیت کے بجائے قومی ملکیت کا نظام ملک میں نافذ ہو جائے تو کرپشن دور کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ کمپنیاں اور تجارتی اداروں کا نیشنلائزیشن کیا گیا۔ بہت سے بینکوں کو قومیایا گیا ایک طرح سے نصف اشتراکی نظام ملک میں نافذ کیا گیا لیکن ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے نتائج مزید بگاڑ کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اس کے بعد یہ آواز اٹھی کہ پرائیوٹائزیشن ملک کے لئے سود مند ہے، بجائے اس کے کہ قومی ادارے ہوں ان اداروں کو انفرادی ہاتھوں میں دے دیں تو خوش حالی آجائے گی۔ چنانچہ کمپنیاں اور تجارتی ادارے بیچے جانے لگے۔ حکومت نے سرکاری املاک کو پرائیوٹ ہاتھوں میں دے دیا۔ لیکن اس کا انجام اور زیادہ خطرناک شکل میں نظر آ رہا ہے۔ ملک دیوالیہ ہوتا جارہا ہے۔ ملازمین کی تعداد کم کی جارہی ہے۔ تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں، نئی بھرتیوں پر روک لگی ہوئی ہے۔ یہ وہ صورت حال ہے جو بہت دھماکہ خیز ہے۔ اب بہت سے تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ محض نظام چلانے والے ہاتھوں کے بدلنے سے کوئی تبدیلی متوقع نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں اور میرا اس پر یقین ہے کہ معاشرے میں اگر انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر احساس ذمہ داری پیدا ہو جائے۔ اور لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ ہمیں اپنے سے بالاتر ہستی کو جواب دینا ہے۔ وہ یہ یقین کرنے لگیں کہ ہم میں سے ہر فرد کو اپنے ایشور اور خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے کرموں کا حساب دینا ہے۔ جب ہر بھارت کے باشندے کے اندر اپنے خدا کے سامنے جواب دہی کا احساس پیدا ہو جائے گا اور ہر فرد کی اصلاح ہو جائے گی تو اجتماعی ادارے اور ریاست بھی صحیح کام انجام دینے لگیں گے، اصل بگاڑ یہ ہے کہ انسان کے اندر سے ذمہ داری اور جواب دہی کا احساس ختم ہو گیا ہے۔ وہ خدا کے سامنے جواب دینے کے بارے میں نہیں سوچتا بلکہ ہر انسان کے سامنے اس کی دنیا ہے وہ زیادہ سے زیادہ دولت کمانا چاہتا ہے۔ دولت کی اس ہوس نے اسے خود غرض، لالچی اور حرص کا بندہ بنا دیا ہے۔ دولت کی چکا چوندھ نے انسان کو جانور سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ اگر ہر انسان دوسروں کے حقوق ادا کرے خواہ اس کو اپنا حق ملے یا نہ ملے، کیوں کہ اسے اپنے خالق کو دوسروں کے حقوق کے بارے میں جواب دینا ہے۔ اگر ہر انسان میں جواب دہی کا یہ تصور جاگزیں ہو جائے تو کرپشن اور بگاڑ دور ہو سکتا ہے۔

جو لوگ جرم کرتے ہیں، جو قانون شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں ان پر قانون کا شکنجہ جرم کرنے کے بعد کسا جاتا ہے، قانون جرم ہو جانے کے بعد حرکت میں آتا ہے۔ مثال کے طور پر جب چوری ہو جائے اور پولس کو اطلاع دی جائے تب قانون اپنا کام کرنے کے لیے بڑھتا ہے جب کسی کی آبرو لٹ جائے تب قانون مجرم کو تلاش کرتا ہے۔ لیکن مذہب انسان کو جرم کرنے سے پہلے ٹوکتا اور روکتا ہے۔ وہ جرم کو سرزد نہیں ہونے دیتا۔ خدا کے سامنے جواب دہی کا احساس اسے جرم سے باز رکھتا ہے۔ دنیا کے تمام قوانین جرم کے بعد کچھ کر سکتے ہیں۔ صرف خدا کا قانون ہی ہے جو جرم ہونے سے پہلے مجرم کے پاؤں میں خدا کے سامنے حاضر ہونے اور جہنم میں جلائے جانے کی بیڑیاں پہناتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے، جس پر تاریخ گواہ ہے۔ اگر تاریخ کا سچائی اور ایمان داری سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر صاف ہو جائے گی کہ خدا کے قانون نے اس معاشرے میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا جہاں برائیاں اور جرائم اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ جہاں چوری، ڈکیتی، لوٹ مار لوگوں کا محبوب مشغلہ تھا، جہاں جوئے، سٹے اور شراب کے مقابلے ہوتے تھے، جہاں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، جہاں انسان بیچے جاتے تھے۔ لیکن جب اس قوم میں احساس جواب دہی پیدا ہو گیا۔ جب وہ قوم خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے کانپنے لگی تب وہ قوم اور اس کے ذریعے قائم ہونے والی ریاست، امن وسکون، عدل وانصاف کا گہوارہ بن گئی، ایک عورت صنعاء سے حضرموت تک سونے چاندی کے زیورات پہنے چلی جاتی تھی اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔ تاریخ کی آنکھوں نے وہ منظر بھی دیکھا جب شراب اور جوئے کے دلدادہ اسے روکنے والے بن گئے، جب عصمتوں کو لوٹنے والے خواتین کے محافظ بن گئے، اونٹ اور بکریوں کے چرواہے دنیا کے امام بن گئے۔ اگر آج بھی ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک اور ساری دنیا امن وسکون کا گہوارہ بنے، یہاں عدل وانصاف کے پھول کھلیں، یہاں امن وشانتی کی فضا قائم ہو، پیار ومحبت کے گنگ وجمن بہیں تو ہر شخص کو اپنے اندر احساس ذمہ داری اور خدا کے سامنے جواب دہی کے تصور کو جاگزیں کرنا ہوگا۔

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

بھارت طیارہ بردار جنگی جہاز تیار کرنے والے ملکوں میں شامل

بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے ملک میں ہی تیار پہلے طیارہ بردار جنگی جہاز آئی این ایس وکرانت کا جمعہ ۲/ستمبر کو افتتاح کیا۔ اب بھارت طیارہ بردار جنگی جہاز تیار کرنے والے چند ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل ہوگیا۔ وزیراعظم نریندر مودی نے جنوبی بھارت کے کوچی شپ یارڈ میں ایک شاندار تقریب میں آئی این ایس وکرانت کو پانی میں اتارا، انہوں نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اس تاریخی کامیابی کے ساتھ ہی طیارہ بردار جنگی جہاز تیار کرنے والے دنیا کے چند ایک ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل ہوگیا۔ انہوں نے کہا، ''وکرانت نے بھارت کو ایک نیا اعتماد دیا ہے۔'' اس طرح کے بڑے طیارہ بردار جنگی جہازوں کی تیاری کی صلاحیت اب تک صرف امریکہ، برطانیہ، روس، چین اور فرانس کے پاس ہی تھی۔ وزیراعظم نے کہا کہ ''وکرانت'' ایک خود انحصار بھارت کی علامت ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

جوہری معاہدہ پر ایران کا جواب ''تعمیری'' نہیں: امریکہ

ایرانی وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ اس نے 2015 کے جوہری معاہدے کو بحال کرنے کے حوالے سے امریکی تجاویز کا ''تعمیری'' جواب بھیج دیا ہے، دوسری طرف امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان کا کہنا ہے کہ یورپی یونین کے توسط سے ایران کا جواب مل گیا ہے لیکن بدقسمتی سے وہ ''تعمیری'' نہیں ہے۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان ناصر کنعانی نے کہا ہے کہ ایران نے تحریری جواب پیش کر دیا ہے، جس کا مقصد ان مذاکرات کو حتمی شکل دینا ہے۔ ایران کا جواب یورپی یونین کے پالیسی چیف جوزیپ بوریل کے ذریعے بھیجا گیا، جو ان مذاکرات کے منتظم ہیں۔ خیال رہے کہ 2015 کے معاہدے کے تحت ایران نے اپنے جوہری پروگرام کو محدود کر دیا تھا، جس کے جواب میں امریکہ، یورپی یونین اور اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیاں نرم کر دی گئی تھیں۔ لیکن 2018 میں سابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے یکطرفہ طور پر اس معاہدے سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور انہوں نے ایران پر دوبارہ پابندیاں عائد کر دی تھیں، جس کے بعد ایران نے وہ جوہری سرگرمیاں دوبارہ بحال کر دیں، جن پر اس معاہدے کے تحت پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

یورپی یونین نے روسی شہریوں کے لیے ویزا نظام سخت کیا

یورپی یونین کے وزرائے خارجہ نے روس کے ساتھ ویزا معاہدے کو معطل کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے، جس کی وجہ سے روسی شہریوں کے لئے یونین کے رکن ممالک میں داخلہ مشکل ہوگیا ہے۔ بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ روس کی سرحد سے متصل یورپی یونین کے پانچ ممالک فن لینڈ، ایسٹونیا، لاتویا، لتھوانیا اور پولینڈ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ وہ ''عوامی سلامتی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے'' عارضی پابندی عائد کر سکتے ہیں۔ خیال رہے کہ فروری میں یوکرین پر روسی حملے کے بعد سے دس لاکھ سے زائد روسی شہری یورپی یونین کا سفر کر چکے ہیں۔ فرانس اور جرمنی نے ایک مشترکہ بیان میں خبردار کیا ہے کہ روس کو لمبی پابندیوں کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ (قومی آواز)

افغانستان میں ساٹھ لاکھ افراد بھکمری کے دہانے پر، امداد کے منتظر

افغانستان میں طالبان حکومت بننے کے بعد سے کئی ممالک نے افغانستان کی معاشی مدد روک رکھی ہے، اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ ملک میں بھکمری جیسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق تقریباً 60 لاکھ افغانی شہری بھکمری کے دہانے پر ہیں اور تقریباً تین کروڑ 90 لاکھ لوگوں کو انسانی مدد کی ضرورت ہے۔ اگر حالات میں جلد بہتری نہیں ہوئی تو معاملہ بگڑ سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کی انسانی امور سے متعلق ایجنسی کے سربراہ مارٹن گریفتھس نے اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل میں سبھی امداد دہندگان سے گزارش کرتے ہوئے کہا ہے کہ روکی گئی فنڈنگ پھر سے شروع کی جائے۔ انھوں نے کہا کہ لوگ امداد کے منتظر ہیں، اور اگر فنڈنگ شروع نہیں کی گئی تو افغانستان میں بھکمری کے دہانے پر کھڑے تقریباً 60 لاکھ لوگوں کے لیے زندہ رہنا محال ہو جائے گا۔ (قومی آواز)

افغانستان کی مسجد میں دھماکا، 15 نمازی شہید

افغانستان کے صوبے ہرات کی مسجد کے دروازے پر زوردار دھماکے میں نامور عالم دین مولوی مجیب انصاری اپنے محافظوں کے ساتھ شہید ہو گئے اس حادثے میں پندرہ نمازیوں کی شہادت بھی ہوئی ہے۔ الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کے صوبے ہرات کے شہر گزرگاہ کی مسجد کے دروازے پر اس وقت زوردار دھماکا ہوا جب معروف مذہبی اسکالر مجیب الرحمان انصاری اپنے محافظوں کے ہمراہ وہاں پہنچے تھے۔ مسجد میں نماز جمعہ کی تیاریاں کی جا رہی تھیں اور نمازیوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ دھماکے کے بعد افراتفری مچ گئی اور طالبان اہلکاروں نے جائے وقوع کا محاصرہ کر لیا۔ ریسکیو ادارے نے دھماکے میں شہید اور زخمی ہونے والوں کو قریبی اسپتال منتقل کیا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

بزنس، روزگار و کیریر

یوپی میں مدارس کے سروے پر اٹھے سوال

اترپردیش میں غیر منظور شدہ مدارس کے سروے کا حکم یوگی حکومت نے صادر کر دیا ہے، اور اب اس حکم کے خلاف آوازیں اٹھنی شروع ہو گئی ہیں۔ ایک طرف جہاں رکن پارلیمنٹ اسدالدین اویسی نے غیر منظور شدہ مدارس کے سروے کو ''چھوٹا این آر سی'' قرار دیا ہے، وہیں ملی تنظیموں کے ذمہ داروں نے حکومت کے اس عمل کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، ان کا کہنا ہے کہ یوگی حکومت 15 ہزار مدارس کو بند کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت اترپردیش میں تقریباً 16 ہزار مدارس ہیں، جن میں سے صرف 550 مدارس کو گرانٹ ملتا ہے۔ یعنی حکومت ان مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ کو تنخواہ دیتی ہے۔ باقی کے تقریباً 15000 مدارس مسلمانوں کی زکوٰۃ اور چندے سے چلتے ہیں۔ یوگی حکومت کی نیت پر سوال اٹھائے جا رہے ہیں کہ حکومت کے ذریعہ غیر منظور شدہ مدارس کا سروے کرائے جانے کا حکم تشویشناک ہے۔ اگر ان مدارس کو بند کرنے کی کوشش ہوئی تو مسلم بچوں کی تعلیم میں کافی دقتیں ہونگی۔ (قومی آواز)

نوزائیدہ بچے کی موت پر خاتون ملازمین کو ملے گی 60 دنوں کی چھٹی

سرکاری ملازمت کر رہی خواتین کے تعلق سے ''ڈی او پی ٹی'' یعنی ڈپارٹمنٹ آف پرسونل اینڈ ٹریننگ کے ذریعہ ایک حکم جاری کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پیدائش کے فوراً بعد بچے کی موت ہونے پر مرکزی حکومت کی سبھی خاتون ملازمین 60 دنوں کے اسپیشل میٹرنٹی لیو (خصوصی چھٹی) کی حقدار ہوں گی۔ مرکزی حکومت کے ذریعہ جاری حکم میں کہا گیا ہے کہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد بچے کی موت کے سبب ہونے والے ممکنہ جذباتی دھچکے کو دھیان میں رکھتے ہوئے یہ فیصلہ لیا گیا ہے، جس کا ماں کی زندگی پر دوررس اثر پڑتا ہے۔ حکم میں کہا گیا ہے کہ وزارت برائے صحت و خاندانی فلاح کے مشورے سے معاملے پر غور کیا گیا اور پیدائش کے فوراً بعد موت یا مردہ بچے کی وجہ سے ہونے والے ممکنہ جذباتی دھچکے کو دھیان میں رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کی خاتون ملازمین کو 60 دنوں کی اسپیشل چھٹی دینے کا فیصلہ لیا گیا ہے۔ (قومی آواز)

کرناٹک کی نصابی کتابوں میں ٹیپو سلطان کے ذکر پر ہنگامہ

گذشتہ دس سالوں سے کرناٹک میں نصابی کتابوں سے ریاست میسور کے مشہور حکمران اور مجاہد آزادی ٹیپو سلطان کے ذکر کو ہٹانے کے لیے ایک سیاسی تحریک چل رہی ہے۔ کرناٹک کے چیف منسٹر بسواراج بومئی نے حال ہی میں کہا کہ ٹیپو سلطان کے اردگرد نظریاتی اختلافات ہیں کیونکہ ان کے تائید اور خلاف میں تاریخی حقائق اور دلائل موجود ہیں۔ کرناٹک میں ریاستی حکومت کی طرف سے قائم کی گئی ایک جائزہ کمیٹی نے شیر میسور، مجاہد آزادی ٹیپو سلطان سے متعلق نصابی حصے کو ختم کرنے کی سفارش کی تھی۔

ٹیپو سلطان کی شخصیت اور خدمات پر تنازعہ کیوں؟

سلطان حیدر علی کے سب سے بڑے بیٹے ٹیپو سلطان (1750-1799) جنوبی ہندوستان میں اس وقت کے میسور علاقے کے بادشاہ تھے اور برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ناقابل تسخیر دشمن سمجھے جاتے تھے۔ وہ مئی 1799 میں برطانوی افواج کے خلاف سری رنگا پٹنم میں اپنے قلعے کا دفاع کرتے ہوئے شہید کیے گئے، جس کے بعد انگریزوں نے کہا تھا کہ اب سے ہندوستان ہمارا ہے۔ جب کہ بی جے پی اور کچھ ہندو تنظیمیں ٹیپو سلطان کو ایک متعصب مذہبی اور سفاک قاتل کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ کچھ کنڑ تنظیمیں انھیں کنڑ مخالف کہتی ہیں۔ ان کنڑ تنظیمیں کا یہ کہنا ہے کہ ٹیپو سلطان نے مقامی کنڑ زبان کے بجائے فارسی زبان کو فروغ دیا تھا۔ (نیوز۔۱۸)

آن لائن اور فاصلاتی کورسز کیلئے اہم ہدایات جاری

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) نے ان طلبہ کے لیے رہنما خطوط جاری کیے ہیں، جو اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) اور آن لائن لرننگ موڈ کے تحت پیش کیے جانے والے مختلف پروگراموں میں داخلہ کے خواہش مند ہیں۔ اسی ضمن میں تعلیمی سیشن کے آغاز پر نظر ثانی کر کے داخلوں کا آغاز ستمبر میں ہوسکتا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ یا آن لائن لرننگ کورسز کے لیے درخواست دینے کی آخری تاریخ 31 اکتوبر ہوگی۔ ویب سائٹ ugc.ac.in پر مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ رہنما خطوط میں مزید کہا گیا کہ او ڈی ایل یا آن لائن لرننگ موڈ کے تحت کورسز کے ذریعے یو جی یا پی جی سطح پر پیش کی جانے والی ڈگری اور ڈپلومہ کورسیس کو روایتی انداز کی تعلیم کے برابر سمجھا جائے۔ طلبہ کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ ان کے مطلوبہ پروگرام کے لیے کم از کم مدت، نام اور داخلہ سطح کی اہلیت ڈگریوں کی تفصیلات 2014 میں جاری یو جی سی کے نوٹیفکیشن کے مطابق ہے۔ یو جی سی کے سکریٹری پروفیسر رجنیش جین کی طرف سے جاری کردہ چار صفحات پر مشتمل نوٹیفکیشن میں نو احتیاطی تدابیر کے بارے میں بتایا گیا ہے، جو طلبہ کو ان کے اندراج سے پہلے اہم باتوں کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ نوٹیفکیشن میں ایسے پروگراموں کی ایک فہرست پیش کی گئی ہے جو اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ یا آن لائن لرننگ موڈ کے تحت پیش نہیں کیے جاسکتے۔ یہ بھی مطلع کیا گیا ہے کہ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ یا آن لائن لرننگ موڈ کے ذریعے تمام شعبوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرام ممنوع ہیں۔

بقیہ ٹوئن ٹاور زمین بوس .... ہر سوراخ میں ایک سو سینتیس سے تین سو پینسٹھ گرام تک آتشی مادہ ڈالا گیا اور صرف نو سکنڈ میں دونوں عمارتیں زمیں بوس ہوگئیں۔ ٹوئن ٹاور کو بنانے میں تقریبا آٹھ سو کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے اور اس کے گرانے میں تقریباً بیس کروڑ روپے خرچ ہوئے، یہ خرچ بھی سوپرٹیک کو ہی دینا ہوگا، آس پاس کی عمارتوں کو نقصان اور ٹوئن ٹاور کے مکینوں کے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری مع سود بھی اسی کمپنی پر ہے۔ عمارت کو منہدم کرنے کی جو تصویر سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ہے، اس میں یہ عمارت سیدھے بیٹھتی جا رہی ہے، انجینئرنگ کی اصطلاح میں اسے واٹر فال امپلوزن تکنیک (waterfall implosion technique) کہتے ہیں۔ اس تکنیک میں عمارت گرتے وقت پانی کی طرح نیچے کو آجاتی ہے، اس کا ملبہ اردگرد میں نہیں پھیلتا ہے۔

مجھے یہ منظر دیکھ کر قیامت کا منظر یاد آگیا، جب آسمان روئی کے گالے کی طرح ہو جائے گا اور ساری عمارتیں ڈھہ جائیں گی اور زمین اندر کی چیزیں باہر پھینک دے گی او سب کچھ سکنڈوں میں ختم ہو جائے گا، جس کے بنانے میں زمانے لگے، سب نیست و نابود ہو جائیں گے، دوسرا سبق اس میں مکافات عمل کا بھی ہے، ضابطہ اور قانون کی پابندی نہ کرنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے، یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، اسے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، ہر وقت آپ دنیاوی سی سی ٹی وی کیمرے کے ساتھ اللہ کی نگرانی میں ہیں، سی سی کیمرے کے حدود مقرر ہیں، اس سے آگے وہ منظر کو محفوظ نہیں کرسکتا، مگر اللہ غیر محدود ہے، اس کی نگرانی ہر جگہ خلوت وجلوت میں ہے۔ غلطیوں کی سزا ملنے میں دیر ہوسکتی ہے اندھیر نہیں۔

اس انہدام سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر نوئیڈا ڈولپمنٹ اتھارٹی نے اس پر روک پہلے ہی کیوں نہیں لگائی، اگر قانون کے خلاف ہو رہی تعمیرات کو نوئیڈا اتھارٹی پہلے دن روک دیتی تو اس کی نوبت ہی نہیں آتی، تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ اتھارٹی کے لوگ سوپرٹیک والوں کے ہاتھ بکے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ خاموش تماشائی بنے رہے۔

اترپردیش کی یوگی حکومت کو بھی اس کا احساس ہے، اس لیے اس نے چھبیس افسران کی فہرست جاری کی ہے، جن پر کارروائی ہونے کا امکان ہے، سوپرٹیک لیمیٹڈ کمپنی کے ڈائرکٹر اور ڈرافٹ مین پر بھی سزا کی تلوار لٹک رہی ہے۔ وجہ جو بھی ہو ٹوئن ٹاور کا انہدام ایک تاریخی واقعہ ہے، ہندوستان میں اس قدر اونچی عمارت پہلے نہیں گرائی گئی تھی، اس سے قبل کیرالہ میں ایک عمارت منہدم کی گئی تھی، جس کی اونچائی ٹوئن ٹاور سے نصف تھی۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرت مولانا جلال الدین عمری کے انتقال پر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست

برصغیر ہندو پاک کے باوقار اور ممتاز محقق ومصنف، جماعت اسلامی ہند کے سابق امیر، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر اور شریعہ کاؤنسل کے چیئر مین حضرت مولانا جلال الدین عمری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے ذمہ داران و کارکنان نے گہرے غم اور صدمے کا اظہار کیا۔حضرت مولانا جلال الدین عمری (پیدائش 1935، وفات 2022) مورخہ 26 اگست 2022 جمعہ کی شب ساڑھے آٹھ بجے 88 سال کی عمر گزار کر خالق حقیقی سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ان کے وصال پر ایک تعزیتی نشست نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی صدارت میں مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوئی، جس میں انہوں نے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا ایک نامور عالم دین، علم وعمل کے پیکر، مخلص داعی اسلام اور صاحب کردار شخصیت کے حامل انسان تھے، انہوں نے ملک کے علمی وتعلیمی مراکز میں جماعت اسلامی سے متعلق پھیلی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کی، اور آپ کی ان کوششوں کے نتیجہ میں لوگوں کے درمیان سے بڑی حد تک غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ بہت ساری خوبیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں لمبی عمر عطا فرمائی تھی۔مولانا نے پچاس سے زیادہ گراں قدر علمی کتابیں تصنیف کیں جو علم کے بازار میں ہاتھوں ہاتھ لی جاتی رہی ہیں۔ بلاشبہ ایسے بافیض عالم دین کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا ایک بڑا علمی خسارہ ہے۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنی تمہیدی گفتگو میں مولانا کی ہمہ جہت علمی وفکری شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ان کا امارت شرعیہ، خانقاہ رحمانی مونگیر اور یہاں کے اکابر علماء ومشائخ سے گہرا تعلق تھا، اس رشتہ کی بنیاد پر امارت شرعیہ کے بڑے قدر دان اور اس کی خدمات کے مداح تھے۔انہوں نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے پلیٹ فارم سے امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ، امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ اور امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کے ساتھ مل کر بڑا کام کیا اور اس نسبت سے وہ امارت شرعیہ سے بھی قریب ہوئے۔قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب کے کہا کہ جب بھی اسلام اور قوانین اسلامی کے خلاف غیروں کی طرف سے اعتراض ہوتا وہ اس کا جم کر دفاع کرتے اور اسلام کا موقف واضح کرتے تھے۔امارت شرعیہ کے صدر مفتی مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا جلال الدین عمری صاحبؒ علم وعمل اور تواضع وانکساری کا سمندر تھے، آپ ایک باوقار اور بابصیرت عالم دین تھے، دنیا کے حالات وواقعات پر گہری نگاہ رکھتے تھے، انسان مرجاتا ہے لیکن اس کے اعمال وکردار نہیں مرتے، مولانا بھی اپنے اچھے حسن عمل اور اعلیٰ کردار کے ساتھ ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے جانے کا غم صدیوں رہتا ہے، مولانا جلال الدین عمری قدس سرہ العزیز کی شخصیت بھی ایسی ہی تھی کہ مدتوں لوگ آپ کے اعلیٰ کردار اور کارناموں کو یاد کرتے رہیں گے۔آپ ایک عظیم محقق، رمز شناس داعی، درجنوں کتاب کے مصنف اور ذی وجیہ عالم دین تھے، ان کے جانے سے ملت اسلامیہ کا بڑا نقصان ہوا ہے۔نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا جلال الدین عمری صاحب مدبر، محقق، مفکر اور باوقار عالم دین تھے، چھوٹوں پر شفقت فرمانے والے اور عزیزوں کو آگے بڑھانے والے تھے۔ایسی سنجیدہ اور باوقار شخصیت کا چلا جانا ہم سب کا ذاتی نقصان ہے۔مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے آپ کی زندگی کے احوال وآثار اور علمی وتصنیفی خدمات کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔آپ نے بتایا کہ مولانا پچاس سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے، آپ کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا تھا۔اپنی مدلل ومحقق اور شگفتہ تحریروں کے ذریعہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی مقبول تھے۔نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ ان کے علم میں گہرائی اور گیرائی تھی، وہ ایک فکر کے ساتھ رہ کر دوسری فکروں کو سراہتے اور اس کا احترام کرتے تھے۔مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کو علم وحکمت کی دولت سے نوازتے ہیں انہیں خیر کثیر کی نعمت عطا کرتے ہیں، مولانا کو اللہ تعالیٰ نے حکمت کی نعمت اور خیر کثیر کی دولت سے نوازا تھا، مولانا بنیادی طور پر داعی تھے، عظیم اور موقر جماعت کے امیر ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے، لیکن ساتھ ہی عالمانہ وقار کے حامل تھے، آپ سے اللہ تعالیٰ نے افراد سازی کا بھی بڑا کام لیا۔آپ نے بہت سے علماء ودعاۃ کو تربیت دی جو آج جماعت اسلامی ہند کے پلیٹ فارم سے دینی وعلمی خدمت انجام دے رہے ہیں۔اس تعزیتی نشست کا آغاز مولانا عبداللہ جاوید صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور آخر میں حضرت نائب امیر شریعت اور تمام شرکاء نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر واستقامت کی دعا کی۔اس نشست میں مولانا احمد حسین قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا محمد ارشد رحمانی، جناب سمیع الحق صاحب، مولانا محمد ابو الکلام شمسی، مولانا مطیع الرحمٰن شمسی، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی، مولانا مجیب الرحمٰن دربھنگوی، مولانا شمیم اکرم رحمانی، مولانا محمد اسعد اللہ قاسمی، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا شہنواز عالم مظاہری، مولانا محفوظ اختر صاحب، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا محمد عادل فریدی کے علاوہ دیگر کارکنان امارت شرعیہ بھی شریک تھے۔

مساجد کے تحفظ اور ان کی مرکزیت کو بحال کرنا وقت کا اہم تقاضہ: مولانا محمد شبلی القاسمی

متولیان مساجد ائمہ کرام کا احترام اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں

مسجد کی اہمیت اس قدر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی؛ حتیٰ کہ اسے اپنے گھر کی تعمیر پر بھی مقدم فرمایا، مسجد نبوی عبادت وریاضت، تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ، افتاء وقضاء اور تمام دینی وملکی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز تھی، عہد رسالت کے بعد خلفاء راشدین اور تابعین وتبع تابعین کے زمانے میں بھی مسلم معاشرہ میں مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور اس سے تمام دینی تعلیمی اور دعوتی امور انجام پاتے تھے؛ لیکن بعد کی صدیوں میں جوں جوں دین سے دوری بڑھتی گئی، مسجد کی مرکزیت بھی متأثر ہوتی گئی، ملت اسلامیہ کی بیداری اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کی مرکزیت بحال کی جائے۔یہ باتیں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مدرسہ عظمتیہ بھداسی میں مورخہ 28 اگست 2022 کو مساجد کے ذمہ داران وائمہ مساجد کے ایک تربیتی ومشاورتی اجلاس کے دوران اپنے صدارتی خطاب میں کہیں۔انہوں نے کہا امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر مختلف اضلاع میں ائمہ کرام وذمہ داران مساجد کی نشستیں منعقد کی جارہی ہیں۔آج آپ حضرات یہاں جمع ہیں تاکہ ہم لوگ مل کر موجودہ حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے امت کی رہنمائی کے صحیح طریقوں پر غور کر سکیں، آپ نے ائمہ کرام سے گزارش کی کہ وہ جمعہ کے خطبوں میں موجودہ تقاضوں کے مطابق امت کی رہنمائی کریں۔آپ نے مساجد کے ذریعہ بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کا نظم کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی کوشش یہ ہے کہ ہر آبادی میں مکتب کا خود کفیل نظام قائم ہوجائے اور مسجدیں اس کے لیے سب عمدہ جگہ ہوسکتی ہیں۔اس لیے ہر مسجد میں مکتب لازمی طور پر قائم کیا جائے۔مولانا نے مساجد کے تحفظ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ مساجد سے محبت رکھنا، ان کو آباد رکھنے اور ان کے تحفظ کی فکر کرنا اور ان میں اعمال خیر انجام دینا مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مسجدوں سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں، ان کو زیادہ سے زیادہ آباد کرنے کی فکر کریں، اپنی زمینوں کے سروے کے ساتھ لازمی طور پر اپنی مساجد کا سروے کرائیں، اور اس میں صاف طور پر مسجد لکھوائیں، اگر زمین کا کاغذ نہیں ہے تو کاغذ تیار کرنے کی فکر کریں۔زبانی وقف یا ہبہ ہے تو اس کو رجسٹرڈ کرالیں، متولیان مساجد سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ذمہ داران ومتولیان مساجد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ائمہ کرام روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ان کا احترام ان کی ضروریات کی تکمیل ہمارے لئے لازم ہے، اماموں کی تنخواہ کے تعلق سے مسلم معاشرہ کو دینی ایمانی حیثیت اور بیداری کا ثبوت دینا ہوگا انہوں نے فرمایا آپ حضرات مختلف علاقوں کے ذمہ دار ہیں آپسی جھگڑوں اور نزاعات کا مخلصانہ حل فرمائیں اور اتحاد کی راہیں پیدا کریں، اگر آپسی بات چیت سے مسائل حل نہ ہوں تو امارت شرعیہ کے دارالقضاء سے اپنا مسئلہ حل کرائیں۔امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی ضرورت واہمیت پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا قیام جن عظیم مقاصد کے لیے ہوا، ان میں اقامت دین، احکام شرعی کا اجراء ونفاذ اور مسلمانوں کو کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر شرعی کے تحت منظّم ومتحد کرنا، بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔امارت شرعیہ نے اپنی جدوجہد میں ہمیشہ کتاب وسنت کو مشعل راہ بنایا اور یہاں کے مسلمانوں کی بروقت دینی وملی رہنمائی کی، جس سے پورے ملک کے مسلمانوں کو روشنی ملی ہے، الحمدللہ امارت شرعیہ موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی جرأت مندانہ قیادت وامارت میں مسلمانوں کو منظّم ومتحد رکھنے اور نظام شرعی کے قیام اور تحفظ مسلمین کے لیے مسلسل کوشش کررہی ہے۔پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام جس اجتماعی زندگی کا مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے، موجودہ دور میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اس کی بہترین عملی شکل ہے۔مولانا نظام الدین صاحب امام جامع مسجد دھنباد نے صالح معاشرہ کی تشکیل میں ائمہ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ائمہ حضرات قوم کے نبض شناس ہوتے ہیں، ان کے سامنے معاشرہ کے تمام پہلو ہوتے ہیں اور ان کے پاس موقع ہے کہ اپنی بات وہ ہر کان تک پہونچا سکیں۔اس لیے کہ مسجد کے منبر ومحراب سے جو بات نکلتی ہے وہ دل کے کانوں سے سنی جاتی ہے اس لیے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کو روکنے میں اپنا کردار ادا کریں، علاقہ کے مشہور بزرگ عالم دین مولانا قاری شعیب احمد رکن شوریٰ امارت شرعیہ وناظم مدرسہ عظمتیہ نوادہ نے کہا کہ دینی تعلیم پر خرچ کرنے کا مزاج ختم ہوتا جارہا ہے ائمہ کرام مدرسین کو قلیل تنخواہ دیکر ہم اپنے کو فارغ سمجھتے ہیں یہ تصور مستقبل کیلئے بہت خوف ناک ثابت ہوگا، مساجد کو ائمہ اور مدارس ومکاتب کو معلم کا ملنا دشوار ہوتا جارہا ہے ہم ذمہ داران مساجد ومدارس اس پر سنجیدگی سے غور کریں، آپ تمام حضرات سے گذارش ہیکہ کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق قائم کریں ہمیں اپنی اصلاح کی بھی فکر کرنی چاہیئے اجلاس میں مولانا قاضی ضیاء الدین مظاہری نائب مہتمم دارالعلوم رحمانیہ نے بھی خطاب کیا اجلاس کی نظامت مولانا نصیر الدین مظاہری معاون سکریٹری دفتر نظامت امارت شرعیہ نے کی، انہوں نے کہا کہ الحمدللہ امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم، امیر شریعت بہار، جھارکھنڈ واڈیشہ کی قیادت میں حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب زید مجدہم نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اور قائم مقام ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب صاحب کی جہد مسلسل سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اجلاس کا آغاز قاری نوشاد امام جامع مسجد بھداسی کی تلاوت اور مولانا منت اللہ قاسمی مدرسہ تجوید القرآن ارول کی نعت سے ہوا، اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا مطیع الرحمٰن قاسمی مولانا طفیل اشرف مولانا منت اللہ قاسمی مولانا ابوذر مفتاحی مولانا نوشاد حافظ عتیق، شاہ سعد، ماسٹر فیاض صاحب کے ساتھ باشندگان ونوجوانان بھداسی نے اہم رول ادا کیا اس اجلاس میں ضلع ارول اور اس کے مضافات کے ائمہ وذمہ داران مساجد نے بڑی تعداد میں شرکت کی، آخر میں حضرت قاری شعیب احمد صاحب کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کا مشاورتی اجلاس 15 ستمبر کو

یکم ستمبر 2022ء کو امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کا ایک وفد مولانا مفتی سہراب ندوی صاحب کی قیادت میں تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کے دفتر سعد پورہ پہنچا جہاں تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کی عملی پیش رفت اور مقامی ملی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور تنظیمی کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے آئندہ کا خاکہ تیار کیا گیا۔

تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کی ضلع کمیٹی کے سکریٹری جناب شاہد اقبال منا نے شہر اور ضلع کے تنظیمی احوال بیان کرتے ہوئے اپنی سماجی خدمات پر روشنی ڈالی دوسری جانب ضلع کمیٹی کے صدر جناب محمد شعیب عالم صاحب نے مختلف بلاک اور وہاں ہورہے تنظیمی کاموں کی مختصر روداد بیان کی، قائد وفد مفتی سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ نے موجودہ وقت میں تنظیم کے افراد کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں اور اس کے ملی کاموں کو آگے بڑھانے پر زور دیا انہوں نے حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کے حوالہ سے کہا کہ آپ تنظیم کو جدید طریقے پر منظّم اور مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔

وفد میں شامل امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی موجودہ تنظیمی سرگرمیوں کی روشنی میں مظفر پور کے موجود ذمہ داران کے سامنے کاموں میں مزید تیز رفتاری پیدا کرنے پر تبادلہ خیال کیا اور کہا کہ ان شاء اللہ آپ حضرات کے تعاون سے اس ماہ ستمبر کی پندرہ تاریخ کو ضلع سطح کا مشاورتی اجلاس ہوگا جس میں تمام بلاکوں کے ذمہ داران کی شرکت کو یقینی بنانے کی مشترکہ کوشش کی جائے اور ضلع کمیٹی اتنی متحرک ہو کہ اس کے تمام بلاک میں جہاں بھی ملت کے جو مسائل ہوں یہ کمیٹی بلاک کے عہدہ داران وارکان کے تعاون سے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ہمہ دم تیار رہو۔اس وفد میں امارت شرعیہ کے مبلغ مولانا سعود اللہ رحمانی بھی شریک تھے ازیں علاوہ معزز ذمہ داران تنظیم کے ساتھ شہر کے دوسرے اہم افراد بھی موجود تھے۔

ہندوستان میں یومیہ مزدوروں کی خودکشی؛لمحۂ فکریہ

راگھویندر راؤ نمائندہ بی بی سی، نیو دھلی

نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق 2021 میں کل 42,004 یومیہ اجرت والے مزدوروں نے خودکشی کی۔ان میں 4,246 خواتین بھی شامل ہیں۔اس کے ساتھ ہی خودکشی کرنے والے لوگوں کا ایک بڑا طبقہ وہ تھا جو اپنا کاروبار چلاتے تھے۔اس زمرے میں کل 20,231 افراد نے خودکشی کی جو کہ ملک میں ہونے والی مجموعی خودکشیوں کا 12.3 فیصد ہے۔ان 20,231 افراد میں سے 12,055 کا اپنا کاروبار تھا اور 8,176 دیگر قسم کے اپنے روزگار سے منسلک تھے۔

خیال رہے کہ اس رپورٹ میں زرعی مزدوروں اور یومیہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کو الگ الگ شمار کیا گیا ہے اور انھیں ''زرعی شعبے سے وابستہ افراد'' کے زمرے میں رکھا گیا ہے ۔ 2021 میں کل 10,881 افراد نے ''زرعی شعبے سے وابستہ افراد'' کے زمرے میں خودکشی کی۔ان میں سے 5,318 کسان اور 5,563 زرعی شعبے سے وابستہ مزدور تھے۔

این سی آر بی کی رپورٹ کے مطابق 2021 میں پیشہ ورانہ یا تنخواہ دار طبقے میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد 15,870 تھی۔گذشتہ سال خودکشی کرنے والوں میں 13,714 بے روزگار اور 13,089 طلبہ وطالبات بھی شامل ہیں۔ان کے علاوہ 2021 میں خودکشی کرنے والوں میں 23,179 گھریلو خواتین بھی شامل ہیں۔جو لوگ ان میں سے کسی بھی زمرے میں نہیں آتے ہیں انھیں ''دیگر افراد'' کے طور پر درجہ بندی میں رکھا گیا ہے۔اس زمرے میں 23، 547 لوگوں نے خودکشی کی۔این سی آر بی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ ڈیٹا صرف خودکشی کرنے والوں کا پیشہ بتاتا ہے اور اس کا خودکشی کرنے کی وجہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رپورٹ کے مطابق ریاست تمل ناڈو (7673)، مہاراشٹر (5270)، مدھیہ پردیش (4657)، تلنگانہ (4223)، کیرالہ (3345) اور گجرات (3206) میں سب سے زیادہ 42004 یومیہ اجرت والے مزدوروں کی خودکشی ہوئی۔

این سی آر بی کی رپورٹوں میں گذشتہ پانچ سالوں سے خودکشیوں کے بارے میں سالانہ اعداد وشمار شائع کیے جا رہے ہیں۔اس سالانہ رپورٹ پر ایک نظر ڈالی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ خودکشی کے واقعات کا گراف مسلسل بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ 2017 میں ملک میں 129,887 خودکشیاں ریکارڈ کی گئیں۔اس وقت خودکشی کی شرح 9.9 تھی۔خودکشی کی شرح سے مراد فی لاکھ آبادی میں خودکشیوں کی تعداد ہے۔

2018 میں خودکشی کی شرح میں اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 10.2 ہوگئی۔اس سال ملک میں خودکشی کے 134,516 کیس درج ہوئے تھے۔ 2019 میں کل 139,123 لوگوں نے خودکشی کی جبکہ 2020 میں یہ تعداد بڑھ کر 153,052 ہوگئی۔تازہ ترین اعداد و شمار 2021 کے جاری کیے گئے ہیں جس میں خودکشی کی کل تعداد 164,033 بتائی گئی ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق نوجوان خواتین میں خودکشی کی شرح دنیا بھر میں انڈیا میں سب سے زیادہ ہے۔

2020 میں کل 37666 یومیہ اجرت والے مزدوروں نے خودکشی کی تھی۔ جبکہ گذشتہ سال اس زمرے میں خودکشی کے واقعات میں تقریباً 11 فیصد اضافہ ہوا ہے۔اسی طرح خود کا کاروبار کرنے والے یا سیلف امپلائیڈ لوگوں میں جہاں 2020 میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد 17,332 تھی وہیں 2021 میں اس میں تقریباً 17 فیصد اضافہ ہوا ہے۔انڈیا میں گذشتہ سال خودکشی کرنے والے 164,033 افراد میں سے 25.6 فیصد یومیہ اجرت والے مزدور تھے یعنی خودکشی کرنے والا ہر چوتھا شخص ایک مزدور تھا۔

اسی طرح گھریلو خواتین کے درمیان بھی خودکشی کے رجحانات میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔این سی آر بی کے تازہ اعداد وشمار کے مطابق گذشتہ سال 22 ہزار 372 گھریلو خواتین نے خود اپنی جان لی۔اس کا مطلب ہے ہر دن اوسطاً 61 گھریلو خواتین نے خودکشی کی، یا ہر 25 منٹ بعد ایک خودکشی ہوئی۔انڈیا میں سال 2020 کے دوران کل ایک لاکھ 53 ہزار 52 خودکشیاں ہوئیں اور ان میں 14.6 فیصد گھریلو خواتین یا ہاؤس وائف تھیں۔ جبکہ خواتین کی تعداد 50 فیصد سے زیادہ ہے۔عالمی سطح پر بھی انڈیا میں سب سے زیادہ خودکشیاں ریکارڈ کی جاتی ہیں۔ انڈین مردوں کی خودکشی عالمی مجموعے کا ایک چوتھائی حصہ ہے جبکہ عالمی سطح پر تمام خودکشیوں میں 15 سے 39 سالہ انڈین خواتین 36 فیصد ہیں۔اعداد وشمار کے مطابق ایک کیٹگری جس میں خودکشی کرنے والے افراد کی شرح میں کمی آئی ہے، وہ بے روزگار افراد ہیں۔این سی آر بی کی رپورٹ کے مطابق جہاں 2020 میں خودکشی کرنے والے بے روزگاروں کی تعداد 15652 تھی وہیں 2021 میں خودکشی کرنے والے بے روزگاروں کی تعداد 13714 ہے جو تقریباً 12 فیصد کم ہے۔

گذشتہ سال ذہنی امراض اور خودکشی سے بچاؤ پر تحقیق کرنے والے ڈاکٹر پٹھارے نے بی بی سی کو بتایا کہ انڈیا کے سرکاری اعداد وشمار کو غلط سمجھا جاتا ہے اور اس مسئلے کو پوری طرح سے سامنے نہیں لایا جاتا ہے۔

انھوں نے کہا ''اگر آپ ملین ڈیتھ اسٹڈی (جس میں 1998-2014 کے درمیان 2.4 ملین گھرانوں میں تقریباً 14 ملین افراد کی نگرانی کی گئی) یا لینسٹ اسٹڈی کو دیکھیں تو انڈیا میں خودکشیوں کی تعداد 30 سے 100 فیصد تک کم رپورٹ کی جاتی ہے۔خودکشی جیسے سنگین مسئلے پر اب بھی کھل کر بات نہیں کی جاتی ہے۔اسے ایک بدنما داغ کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور زیادہ تر خاندان اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

انڈیا کے دیہی علاقوں میں اٹوپسی (پوسٹ مارٹم) کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور امرا مقامی پولیس کے ذریعے خودکشی کو حادثاتی موت ظاہر کرنے کے لیے جانے جاتے ہیں۔ پولیس کی رپورٹ غیر مصدقہ رہ جاتی ہیں۔ڈاکٹر پٹھارے نے کہا ''اگر ہم انڈیا میں خودکشیوں کی تعداد کو دیکھیں تو وہ بہت کم ہیں۔اصل تعداد عام طور پر دنیا میں چار سے 20 گنا زیادہ ہوتی ہیں۔

اس طرح اگر ہم دیکھیں تو انڈیا میں گذشتہ سال خودکشی کے ڈیڑھ لاکھ واقعات رجسٹر کیے گئے، تو اس حساب سے دیکھا جائے تو اصل تعداد چھ لاکھ سے 60 لاکھ تک ہوسکتی ہے۔ڈاکٹر پٹھارے کے مطابق یہ خطرے میں پڑنے والی پہلی آبادی ہے جسے خودکشی سے روکنے کے لیے نشان زد کیا جانا چاہیے، لیکن ناقص اعداد وشمار کی وجہ سے ہم یہ کام صحیح طریقے سے نہیں کر پا رہے ہیں۔انھوں نے کہا تھا کہ اقوام متحدہ کا ہدف ہے کہ 2030 تک دنیا بھر میں خودکشیوں کو ایک تہائی تک کم کیا جائے، لیکن ہمارے یہاں اس تعداد میں گذشتہ سال کے مقابلے میں 10 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

اگر آپ کے ذہن میں خودکشی کے خیالات آتے ہیں یا آپ کے شناسا میں کسی اور کے ساتھ ہو رہا ہے تو آپ بیفر ینڈز ورلڈ وائیڈ پر رابطہ کر سکتے ہیں جبکہ انڈیا میں آسرا کے ویب سائٹ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

امارت شرعیہ تنظیمی ڈھانچوں کے استحکام کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول میں سرگرم عمل: مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، جسے ہمارے اسلاف واکابر نے اہم مقاصد کے پیش نظر بڑی حکمت وبصیرت کے ساتھ قائم کیا تھا۔اس کے بنیادی شعبوں میں ایک اہم شعبہ شعبہ دعوت و تنظیم ہے۔الحمدللہ امارت شرعیہ کی تنظیم بہار، اڈیشہ اور جھارکھنڈ کی مسلم آبادیوں میں شہر سے لے کر دیہات تک قائم ہے، جس کے ذریعہ ملک وملت اور سماج کی تعلیمی، فلاحی اور تنظیمی خدمات انجام پا رہی ہیں۔ اس وقت تنظیمی ڈھانچوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ملت کے داخلی و خارجی انہیں مسائل کے حل کے لیے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی نور اللہ مرقدہ نے اپنی حیات میں اس شعبہ کو وسعت دینے کے لیے کئی اہم اقدامات کیے۔اور نقباء کے ساتھ ضلع وبلاک اور پنچایت سطح پر فعال کمیٹیاں بنانے کا کام شروع فرمایا تھا، آپ کے جانشیں امیر شریعت ثامن حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر امارت شرعیہ کے دیگر شعبہ جات کے ساتھ شعبہ تنظیم کے استحکام پر خصوصی توجہ فرما رہے ہیں۔اور اسے وقت وحالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے ترقی دینے میں لگے ہیں۔ یہ باتیں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے مشرقی چمپارن امارت شرعیہ کے تنظیم کے ذمہ داروں سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔

انہوں نے کہا کہ مشرقی چمپارن بہار کے دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں کافی بڑا ہے، یہاں بلاک کی تعداد ستائس کے قریب ہے۔ یہاں کی اپنی ایک تاریخ ہے، تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور ملت کے مختلف مسائل کو دیکھتے ہوئے تنظیم کے ذمہ داروں کی جواب دہی بڑھ جاتی ہے۔اس لیے ہم تمام خدام امارت شرعیہ کو اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ ترجیحی بنیادوں پر تنظیم کے کاموں کو لے کر آگے بڑھنا ہوگا۔آپ حضرات امارت شرعیہ کی قوت ہیں۔امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے تفصیل کے ساتھ تنظیم کی اہمیت اور اس کے ڈھانچوں پر روشنی ڈالی اور مرکز سے پنچایت اور گاؤں کی سطح تک تنظیم کا طریقۂ کار بتایا۔موصوف نے کہا کہ ملکی حالات کے پیش نظر ہمیں وقت رہتے ہوئے منظم ہونے کی حد درجہ ضرورت ہے۔باشعور اور زندہ قومیں اپنے تنظیمی ڈھانچوں کے ساتھ ایک امیر کی ماتحتی میں زندگی گزارتی ہیں۔انہوں نے کہا امارت شرعیہ کی بنیاد کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر امت کے درمیان اتحاد قائم کرنے پر ہے۔خاص طور سے متعلقہ چار ریاستوں کے مسلمانوں میں اجتماعیت پیدا کرنا اور ان میں ملی شعور باقی رکھنا اور ان کے تمام چھوٹے بڑے مسائل کو حل کرنا تنظیمی قوت وعمل کے بغیر ناممکن ہے۔اسی کے مدنظر یہ شعبہ قائم ہے اور اس کے تحت ضلع، بلاک، پنچایت اور بستی کی سطح پر کمیٹیاں موجود ہیں اور ان سب کو باہم مربوط کر دیا گیا ہے تاکہ تمام آبادیوں میں باشعور اور ملت کے دردمند افراد کو جوڑ کر ان کے ذریعہ ملک وملت کے پھیلے ہوئے سماجی مسائل ومشکلات کو حل کرنے کی راہیں نکالی جائیں، ضلع وبلاک اور پنچایت کمیٹیوں کے ذمہ دار اور نقباء تمام حضرات تنظیم امارت شرعیہ کی اکائیاں اور یونٹ ہیں سب کے ترتیب وار متعین کام اور ذمہ داریاں ہیں ان تمام کی مشترکہ جدوجھد سے ہی ہر سطح پر خدمت خلق کے کام انجام دیے جا سکتے ہیں۔ یہ کمیٹیاں اس لئے بنائی گئیں ہیں کہ ملت کے پریشان حال لوگ جہاں سے جب بھی امارت شرعیہ کو آواز دیں تو یہ ان کے ہر وقت کام آسکیں۔

اس میٹنگ کے اہم ایجنڈوں میں پنچایت سطح پر کمیٹی کی تشکیل کو مکمل کرنا، تمام مسلم آبادیوں میں خودکفیل نظام مکاتب کے قیام کو فروغ دینا، بلاک وار نقباء کی میٹنگ اور ان کے نام وپتہ جات کی تصحیح، نئی نسل کو فتنہ ارتداد سے محفوظ رکھنے کے لئے گھر گھر دینی تعلیم وتربیت کا نظم اور مسلم بچے وبچیوں کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے ہفتہ وار اور ماہانہ اجتماعات کا نظم کرنا اور تنظیم کے ارکان کی دوروزہ فکری وعملی تربیت جیسے اہم عنوان شامل تھے بالترتیب ایجنڈہ کے تمام نکات پر باہم تبادلہ خیال ہوا، اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور وفکر کیا گیا، اور ہر ایک ایجنڈہ پر تمام بلاک کے ذمہ داران نے اپنی اپنی قیمتی آراء پیش کیں، جنہیں اخیر میں تجاویز کی شکل دیدی گئیں اس ماہ کی 15 تاریخ تک ان شاء اللہ باقی ماندہ بلاکوں میں پنچایت سطح کی کمیٹی کو مکمل کرلیا جائے گا مکاتب دینیہ کا سروے اور بلاک وار نقباء کے اجتماع کا عمل اسی ماہ سے شروع کر دیا جائے گا میٹنگ کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا، بعدہ دارالقضاء امارت شرعیہ موتیہاری کے قاضی شریعت اور ضلع کمیٹی کے صدر مولانا مفتی ریاض قاسمی صاحب نے مہمانوں کی خدمت میں استقبالیہ خطبہ پیش کیا وہیں ڈھاکہ دارالقضاء کے قاضی شریعت مولانا محمد اطہر جاوید قاسمی صاحب، ڈھاکہ کمیٹی کے صدر مولانا امان اللہ قاسمی صاحب سمیت مختلف علماء کرام اور بلاک کے ذمہ داران نے بھی اظہار خیال فرمایا اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مفتی ریاض قاسمی صاحب قاضی شریعت موتیہاری اور مولانا اطہر جاوید قاسمی قاضی شریعت ڈھاکہ اور ان کے رفقاء نے گراں قدر محنت صرف کی، امارت شرعیہ کی ضلع وبلاک کمیٹیاں اور مولانا سعود اللہ رحمانی مولانا صلاح الدین اور مولانا نسیم مبلغین امارت شرعیہ نے بھی پروگرام کو کامیاب بنانے میں اپنا حصہ لیا، اخیر میں صدر مجلس مفتی سہراب ندوی صاحب کی رقت آمیز دعاء پر مشاورتی اجلاس کا اختتام ہوا۔

اسلام ایک انقلابی مذہب

مولانا ارشد کبیر خاقان مظاہری

اسلام جہاں ایک مکمل مذہب ہے وہیں ایک ایسا انقلابی تحریک بھی اپنے آغوش میں سمیٹے ہوئے ہے جس نے انسانی معاشرہ میں جلوہ گر ہوکر انقلاب برپا کردیا اور اسلام کے پیدا کردہ اس انقلاب سے صرف مسلمانوں ہی نے نہیں بلکہ پوری دنیا نے استفادہ کیا، یہ ایک بے داغ سچائی ہے کہ اگر اسلام جلوہ گر نہ ہوتا تو انسانی معاشرہ کی صحیح اصلاح اور ترقی قطعی ممکن نہ تھی، اور یہ دنیا ہمیشہ جہالت اور تاریکی میں مبتلا رہتی، چودہ سو سال قبل جب اسلام نے اپنی دعوت اور انقلابی تحریک کا آغاز کیا تو اس وقت پوری دنیا کے معاشرتی اور تمدنی حالات بگڑے ہوئے تھے، اس دور میں انسان کے تصورات نہایت پست درجہ تھے، ہمدردی نام کی کوئی چیز نہ تھی، خانہ جنگی عام تھی، پہاڑوں، دریاؤں، پتھروں اور ستاروں کو اپنا معبود برحق بنا کر رکھا تھا، ان کے نظریات صرف اپنے ہی خاندانوں اور قبیلوں کے مفاد اور انہیں کی حفاظت و بقاء کے تصور کی حد تک محدود ہوکر رہ گئے تھے اور یہ پوری دنیا وحشیوں اور درندوں کی ایک بستی بن کر رہ گئی تھی۔

اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں تمام دنیا کی اقوام میں عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی، چوپاؤں کی طرح اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی، اس کو اپنی شادی بیاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہ تھا، اس کے اولیاء جس کے حوالے کردیتے وہاں جانا پڑتا تھا، عورت کو اپنے رشتہ داروں کی میراث سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا، بلکہ وہ خود گھریلو اشیاء کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی، وہ مردوں کی ملکیت کہلاتی تھی، اس میں اس کو مرد کی اجازت کے بغیر تصرف کا حق حاصل نہ تھا، اس کے شوہر کو ہر قسم کا اختیار تھا کہ اس کے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کرڈالے، یہاں تک کہ یورپ کے وہ ممالک جو آج کل دنیا کے سب سے زیادہ متمدن ملک سمجھے جاتے ہیں ان میں بعض لوگ اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے، عورت کے لئے دین ومذہب میں بھی کوئی حصہ نہ تھا، نہ اس کو عبادت کے قابل سمجھا جاتا تھا اور نہ ہی جنت کے، روما کی بعض مجلسوں میں مشورہ طے کیا گیا کہ عورت ایک ناپاک جانور ہے، جس میں روح نہیں ہے، عام طور پر باپ کے لئے لڑکی کا قتل بلکہ زندہ درگور کردینا جائز سمجھا جاتا تھا، بلکہ یہ عمل بات کے لئے عزت کی نشانی اور شرافت کا معیار تصور کیا جاتا تھا، بعض لوگوں کا خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کردے اس پر نہ دیت ہے، نہ قصاص اور اگر شوہر مرجائے تو بیوی کو اس کی لاش کے ساتھ ستی کردیا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اور آپ کی نبوت سے پہلے ۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا کہ بہت سے اختلافات کے بعد یہ تسلیم کیا کہ ''عورت ہے تو انسان مگر وہ صرف مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے'' الغرض پوری دنیا اور تمام اقوام عالم میں بسنے والے مذاہب میں عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے، نہ عقل ودانش سے کام لیا جاتا، نہ عدل وانصاف کا دامن تھاما جاتا، قربان جائیے مذہب اسلام پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اس دین متین پر جس نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھلایا، عدل وانصاف کا قانون جاری کیا، عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی جاری کئے جیسے مردوں سے حقوق عورتوں پر ''ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف الآیة'' اس کو آزاد، خودمختار بنایا، وہ اپنی جان مال وآبرو وعزت کی مردوں کی طرح مالک ہے، عاقل وبالغ عورت پر کوئی شادی کے متعلق جبر نہیں کرسکتا، اگر اس کی اجازت تصرف کا حق حاصل نہیں ہے، میراث میں اس کو لڑکوں کی طرح حصہ ملتا ہے، بیوی پر خرچ کرنے اور اس کو راضی رکھنے کو شریعت نے عبادت کا مقام دیا ہے۔

علاوہ ازیں ایسے نازک حالات میں جب اسلام نے ایک عالمگیر مذہب اور ہمدرد انسانیت کی حیثیت سے اپنی اصلاحی دعوت کا آغاز کیا تو چاہا کہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں بے حد اہم اور مفید تبدیلیاں ہوجائیں، ظاہر ہے کہ بگڑے ہوئے حالات کے دوران اپنے اس مقصد کے حصول میں اسے قدرتی طور پر شدید مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے اسلام نے جو مدبرانہ طریقہ اختیار کیا اور جو حکیمانہ پہلو اپنایا وہ بے حد کارگر ثابت ہوا اور اسی طریقۂ کار کی بنیاد پر اسلام دنیا کا واحد انقلابی مذہب تسلیم کیا گیا، ظہور اسلام سے قبل دنیا میں جتنے بھی مذاہب آئے ان سب ہی نے انسانی زندگی کے مخصوص شعبوں کی اصلاح کو اپنا مقصد اصلی قرار دیا اور ان میں سے بعض نے تو مادی زندگی سے قطع نظر صرف روحانی قدروں کو اجاگر کرنے ہی کو کافی سمجھ لیا اور بعض نے روحانی پہلو کو نظر انداز کرکے صرف زندگی کے مادی پہلو ہی کو اپنا نصب العین بنالیا، اس لئے ان میں سے کسی ایک مذہب کو بھی انسان کی مجموعی اصلاح اور ترقی کے زاویہ نظر سے انقلابی نہیں کہا جاسکتا؛ لیکن اسلام نے ان تمام مذاہب کے برعکس انسان کی روحانی اور ذہنی اصلاح سے لے کر اس کی پوری زندگی اور پورے انسانی معاشرہ کی صلاح وفلاح کو اپنا مقصد ٹھہرایا اور وہ اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب وکامران بھی ہوا، اسی لئے اسلام جہاں روحانی ارتقاء کا بہترین ذریعہ ہے وہیں ایک ایسا انقلابی مذہب بھی ہے جس کی مثال تاریخ مذاہب میں نہیں ملتی، یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انسان کی ترقی اور اس کی صلاو فلاح کے لئے دنیا میں جتنی بھی انقلابی تحریکیں چلائی گئیں، اسلام کی دعوت ان میں سب سے زیادہ انقلابی اور اثر انگیز ثابت ہوئی، اسلام کے اس انقلابی کردار پر بحث کرتے ہوئے ایک مغربی مفکر ''جان فریزر'' نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جو بظاہر نہایت معمولی معلوم ہوتی ہیں، لیکن ان پر نظر غائر ڈالنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی دعوت انسانی ذہن اور اس کے معاشرہ پر کس طرح اور کتنی قوت کے ساتھ اثر انداز ہوتی ہے، اس مفکر نے اسلامی دعوت کے انقلابی کردار کے اس زمانہ پر روشنی ڈالی ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا مکہ میں اس دعوت کا آغاز کیا تھا اور جس پر پورے مکہ میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔

جان فریزر لکھتا ہے کہ ''اسلام کی انقلابی دعوت اس کے داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں شروع کی تھی جب کہ مکہ کے سردار اور امراء ہی نہیں بلکہ ان کے زیر اثر عوام بھی اس دعوت کے شدید مخالف تھے، لیکن اس مخالفت کے باوجود کمزور اور پراگندہ حال افراد کے چھوٹے سے گروہ نے شدید رکاوٹوں کے باوجود ابتدا ہی میں اس دعوت کو قبول کرلیا تھا اور ان کے دلوں میں اتنی راسخ ہوگئی تھی کہ وہ تمام تکلیفوں کو برداشت کرکے اسلام پر قائم رہے اور دشمنان اسلام کے ہاتھوں شدید ترین اور ناقابل تصور اذیتیں برداشت کرنے کے بعد بھی انتہائی جبر اور ظلم کے باوجود اسلام سے روگردانی اور انحراف کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے اور یہ بات ایک سچے اور انقلابی مذہب ہی کی بدولت ہوسکتی ہے، پھر اس کے بعد جب اسلام کی دعوت نے کسی قدر وسعت اختیار کی اور مکہ ہی کے کچھ دولت مند، بااثر اور بااختیار لوگوں نے اس مذہب کو قبول کرلیا تو اسلام کے کردار کا یہ دوسرا پہلو سامنے آیا اور وہ پہلو یہ تھا کہ ایک طرف تو ان معزز نومسلموں نے انتہائی ایثار کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا سب کچھ اسلام کے لئے وقف کردیا اور دوسری طرف اس چھوٹے سے اسلامی معاشرہ نے حسن اخلاق اور انسانی برابری کا وہ دلکش منظر پیش کیا، جس کا اسلام سے پہلے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، یعنی اسلام نے خورد وکلاں کے امتیاز کرمٹا کر رکھ دیا، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر اسلام کی دعوت میں انقلابی صلاحیتیں موجود نہ ہوتیں تو عربوں جیسی متعصب اور مغرور قوم میں مساوات انسانی کا وہ جذبہ پیدا ہی نہیں ہوسکتا تھا، جس نے غلام اور آقا نیز عربی اور عجمی کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کردیا تھا۔

اس مفکر کے تجزیہ کے مطابق اسلام کے انقلابی کردار کا تیسرا پہلو اس وقت ظاہر ہوا جب اس نے معاشرہ کی ان برائیوں پر زور دیا جو صدیوں سے موجود تھیں، مثلاً اس وقت کے عرب سماج ہی میں نہیں بلکہ پورے انسانی سماج میں عورتوں کے لئے کوئی باعزت جگہ موجود نہیں تھی اور غلاموں کو تو حیوانوں سے بدتر زندگی بسر کرنی پڑتی تھی، ان سماجی برائیوں کے خلاف ایک انقلابی تحریک ہی کوئی قدم اٹھا سکتی تھی اور اسلام چوں کہ ایک انقلابی مذہب ہے، اس لئے اس نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر ان برائیوں کے خلاف اس وقت پوری مضبوطی کے ساتھ قدم اٹھایا جب کہ خود اسلام کو استحکام حاصل نہ ہوسکا تھا، اور اس پر چاروں طرف سے حملے ہوئے تھے اور اس بات کا پورا اندیشہ موجود تھا کہ اس کا کوئی غیر محتاط قدم خود اس کی پسپائی کا سبب بن جائے، لیکن انقلابی تحریکات کے داعی چوں کہ مصلحت اندیشی کے عادی نہیں ہوتے اور ان کی انقلابی سرگرمیوں کا مقصد واضح اور متعین ہوتا ہے، اسی لئے اسلام نے بھی ایک سچے انقلابی مذہب کی حیثیت سے شدید ترین مشکلات کے باوجود اپنی دعوت کو مکمل طور پر جاری رکھا اور اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ یہ مقصد حاصل نہیں ہوگیا۔

اسلام نے اپنے انقلابی کردار کے یہ کارنامے ابتدا میں تو ملک عرب کی حدود میں پیش کئے تھے لیکن جب وہ اپنی ان ہی انقلابی صلاحیتوں کی بدولت عرب کی حدود سے باہر نکلا اور اپنے ظہور کے بعد صرف چند دہائیوں کی قلیل سی مدت میں افریقہ اور ایشیاء کے وسیع خطوں پر چھا گیا تو اس کے انقلابی کردار کے اور بھی بہت سے پہلو نمایاں ہوکر سامنے آئے، مثلاً مفتوحین کے ساتھ فاتحین اسلام نے ایسی رواداری کا سلوک کیا کہ فاتح اور مفتوح میں کوئی فرق باقی نہ رہا۔

سب ہی کو معلوم ہے کہ اسلام سے پہلے کے طاقتور مذہب ''عیسائیت'' کے علمبرداروں نے لوگوں کو رہبانیت کی تعلیم دے کر انہیں دنیا سے بے تعلق بنادیا تھا، اس کے علاوہ قدیم علوم وفنون کے مطالعہ اور ان سے استفادہ کو ایک مذہبی جرم قرار دے دیا تھا لیکن اسلام کے انقلابی تصور نے انسان کے ذہن پر یہ بات نقش کردی کہ دنیا کو ترک کرکے انسان ہرگز روحانی ارتقا حاصل نہیں کرسکتا اور علم حاصل کرنا خود ایک مذہبی فریضہ ہے، اور اس طرح اسلام نے اپنے انقلابی نظریات کی بدولت انسان کی فکری اور عملی ترقی کے ان راستوں کو کھول دیا جو صدیوں سے بند چلے آرہے تھے، اور اس سے بھی بڑھ کر اسلام کے انقلابی کردار کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس نے تمام سابقہ مذاہب کے برعکس مذہبی عقائد کے اختلاف کو انسانی برادری کے قیام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنایا بلکہ اس نے اپنی جداگانہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے انسانوں کے ذہن پر یہ بات نقش کردی کہ مختلف مذاہب کے مقلد اپنے اپنے مذہبی عقائد پر قائم رہتے ہوئے بھی دوسرے تمام کاموں میں دوسروں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرسکتے ہیں۔ اسلام کا سب سے بڑا انقلابی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے مذہبی تفریق کی ان دیواروں کو گرادیا جن کی وجہ سے پوری دنیا خانہ جنگی اور منافرت میں مبتلا تھی، یہ اجمالاً وہ انقلابات ہیں جو ظہور اسلام کے بعد اقوام عالم کے لئے شاہراہ حیات پر چلنے کا مستقل ضابطہ بنے، اگر بسط وتفصیل کی طرف نوک قلم کو پھیر دیا جائے تو یقیناً اس کا احاطہ ناممکن نہیں محال ضرور ہے، اور بندہ کا قلم ناتواں بھی بے بضاعتی اور کم علمی کی تائید کررہا ہے۔

صاحب استطاعت حضرات حج کی تیاری شروع کردیں

اکتوبر سے درخواست پُر کرنے کا سلسلہ شروع ہونے کا امکان

بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیرمین الحاج عبدالحق نے اپنے خصوصی پریس اعلانیہ کے ذریعہ مطلع کیا ہے کہ آئندہ سال حج 2023ء کے لئے آن لائن حج درخواست فارم پر کرنے کا سلسلہ ان شاء اللہ اکتوبر 2022ء سے ہی شروع ہونے کا امکان ہے، آن لائن حج درخواست حج کمیٹی آف انڈیا کے ویب سائٹ www.hajcommittee.com یا موبائل ایپ HCO کے ذریعہ پر کیا جائے گا۔ غالب امکان ہے کہ حج 2023 کے لئے حج کمیٹی آف انڈیا کی جانب سے حج درخواست فارم پر کرنے کے لئے عمر کی قید کو ختم کردیا جائے گا اور دیگر تمام رکاوٹیں ہٹادی جائیں گی۔

موصوف نے اپیل ہے کہ حج کی استطاعت رکھنے والے حضرات حج کی تیاری شروع کردیں، حج کے لئے اولین ضرورت پاسپورٹ ہے، لہذا حج کے خواہشمند ایسے افراد جن کے پاس بین الاقوامی پاسپورٹ دستیاب نہیں ہے وہ پاسپورٹ بنوانے کا عمل جلد شروع کردیں، حج درخواست فارم پر کرنے کا سلسلہ شروع ہونے میں بھی ایک ماہ سے زیادہ کا وقفہ ہے، واضح ہوکہ پاسپورٹ بنوانے کے عمل میں تقریباً ایک سے ڈیڑھ ماہ کا وقت لگ جاتا ہے، حج 1444ھ مطابق 2023ء کے خواہشمند حضرات جن کے پاس اپنا پاسپورٹ نہیں ہے، ہاتھ سے لکھا ہوا پرانا پاسپورٹ ہے یا پاسپورٹ کی مدت میں توسیع کی ضرورت ہے وہ اپنا پاسپورٹ بنوانے کا عمل جتنا جلد ممکن ہوسکے شروع کردیں، پاسپورٹ بنوانے کا عمل اب بہت آسان ہوگیا ہے اور بغیر کسی کے مدد سے پاسپورٹ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ پاسپورٹ بنوانے کے لئے سب سے پہلے اپنے علاقے کے کسی بھی نزدیکی سائبر کیفے سے اپنا پاسپورٹ درخواست آن لائن کروالیں۔ پاسپورٹ درخواست آن لائن کرانے کے لئے اپنے آدھار کارڈ کا استعمال کرنے کو ترجیح دیں، کیوں کہ آدھا کارڈ میں عمر اور پتہ دونوں کی توثیق موجود رہتا ہے، موصوف نے حج کے امور میں دلچسپی رکھنے والے قوم وملت کے دانشوران، خصوصاً ائمہ مساجد، اساتذۂ مدارس، دینی تنظیموں اور ملی اداروں کے ذمہ دار علماء کرام ومفتیان عظام اور سیاسی وسماجی خدمت گار حضرات سے اپیل کی ہے کہ حج کے فضائل وبرکات اور استطاعت کے باوجود فریضہ حج کی ادائیگی سے محروم رہ جانے والے افراد کے متعلق احادیث صحیحہ میں وارد وعید کو اپنی تقاریر وخطبات کے ذریعہ اجاگر کرکے زیادہ سے زیادہ صاحب استطاعت حضرات کو اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ فرمائیں۔ ائمہ مساجد اور خطیب حضرات سے گذارش ہے کہ جمعہ کے خطبوں میں ترغیب حج کے موضوع پر توجہ دی جائے، مزید معلومات کے لئے ریاستی حج کمیٹی کے دفتر کے فون نمبر 0612-2203315 اور موبائل نم بر 8271463343 (اظہار احمد) 9693638579 (صغیر احمد) 9308102375 (محمد اختر حسین) 7070810696 (صفدر علی) اور 7488279439 (محمد احسان صدیقی) پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

صبر وشکر؛ کامیاب زندگی کی علامت

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اس کائنات میں ہرانسان کو خوشی ومسرت، سکون وراحت اور تن درستی وصحت کے ساتھ ساتھ تکلیف و مصیبت، پریشانی وآفت اور بیماری ونقمت سے بھی واسطہ پڑتا ہے، اور یہ سب حالات اللہ تعالی کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں؛ جس پر بندہ مومن کو کامل یقین اور مکمل اعتماد ہونا چاہیے، اللہ تعالی فرماتا ہے: کہہ دیجیے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔ (توبۃ: 51)۔ حالات موافق وسازگار ہوں یا مخالف وناسازگار دونوں صورتوں میں ایک ایمان والے کا کیا طرز عمل ہونا چاہیے، قرآن وحدیث میں اس حوالے سے بھرپور رہنمائی موجود ہے۔

مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے!

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اور اس پر وہ شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے باعث خیر ہے“۔ (صحیح مسلم)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسندیدگی کے انداز میں مومن کے حال پر تعجب کا اظہار فرمایا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنے تمام احوال اور دنیاوی اتار چڑھاؤ میں خیر وفلاح اور کامیابی ہی میں رہتا ہے اور یہ خیر صرف اور صرف مومن ہی کو حاصل ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالی نے مومن کے ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی مقدر رکھا ہے۔ اگر اسے کوئی تنگی ومصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کی تقدیر پر صبر کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے کشادگی کا منتظر اور اس سے اجر وثواب کا امیدوار رہتا ہے، تو یہ بات اس کے لیے باعثِ خیر ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی خوش کن بات پیش آئے مثلا کوئی دینی نعمت کا حصول ہو، جیسے علم یا عمل صالح یا پھر کوئی دنیوی نعمت ملے، جیسے مال، اولاد اور جائیداد وغیرہ تو اس پر شکر گزار ہوتا ہے، بایں طور کہ اللہ عز وجل کی اطاعت پر کاربند رہتا ہے، چنانچہ اللہ اس کی قدر کرتا ہے، تو یہ بات اس کے لیے باعثِ خیر ہوتی ہے۔

صبر وشکر ایمان کامل کی علامت!

آٹھویں صدی ہجری کے معروف عالم، درجنوں معرکہ آراء کتابوں کے مولف حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم الجوزیہ (691ھ–751ھ) نے اپنی کتاب ”عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین“ میں صبر وشکر کو بہ طور خاص موضوع سخن بنایا ہے اور شرح وبسط کے ساتھ چھبیس ابواب میں صبر وشکر سے متعلق ضروری تفصیلات کو جمع کر دیا ہے، چوں کہ آپ ایک محدث ہی نہیں؛ بلکہ بلند پایہ فقیہ ومفسر بھی تھے؛ اس لئے آپ نے کتابِ مذکور میں صرف الفاظ حدیث کو جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ آیات واحادیث کی تشریح، الفاظ ومعانی کی توضیح اور فقہی احکام، تربیتی نکات اور قیمتی لطائف سے بھی کتاب کو آراستہ وپیراستہ فرمایا ہے، آپ جہاں ظاہری علوم وفنون میں درک وکمال رکھتے تھے، وہیں علوم باطنیہ یعنی تصوف واحسان میں بھی مقامات عالیہ سے سرفراز تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کتاب قارئین کے لیے بہت ہی سود مند، موثر اور عمل پر ابھارنے والی ہے۔ خود صاحب کتاب مقصد تالیف کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صبر وشکر کی اہمیت وضرورت بتانے کے لیے اور یہ سمجھانے کے لیے کہ دنیا وآخرت کی سعادت انہی دونوں پر موقوف ہے' یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو جامع، محیط اور نافع ہے، اس میں وہ فوائد ہیں جو اس بات کے حق دار ہیں کہ انہیں مضبوطی سے تھام لیا جائے اور ان پر اعتماد کیا جائے، اس میں پڑھنے والے کے لئے لطف اندوزی کا سامان ہے، غمگین ودل گیر افراد کے لئے تسلی واطمینان ہے اور مقید ومحبوس لوگوں کے لئے رہائی ونجات ہے۔

علامہ کتاب کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایمان کے دو حصے ہیں: نصف صبر اور نصف شکر۔ لہذا ہر وہ شخص جو اپنے نفس کا خیر خواہ، اس کی نجات کا طالب، اور اس کی نیک بختی کا شائق ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِن دونوں (صبر وشکر) اصل عظیم سے لاپرواہی نہ برتے، اور نہ ان دو سیدھی راہوں سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہ کہ اللہ تک پہونچنے کے لئے اپنا سفر انہی دو راہوں پر طے کرے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی ملاقات کے دن خیر الفریقین (شاکرین وصابرین) میں سے کسی کے ساتھ شامل فرمادے۔

صبر وشکر کی دو خصلتیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے شاکر وصابر لکھ دیتا ہے اور جس میں وہ نہیں ہوں گی، اسے اللہ شاکر وصابر نہیں لکھتا۔ جو شخص اپنے دین کے معاملے میں ایسے شخص پر نظر رکھتا ہے جو اس سے بڑھ کر ہے، پھر اس کی اقتداء کرتا ہے۔ اور دنیا کے معاملے میں اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس سے کمتر حیثیت کا حامل ہے، پھر اس بات پر اللہ کی حمد کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس پر فضیلت عطا کی ہے۔ (ان دو خصلتوں کے حامل شخص کو) اللہ تعالیٰ شاکر اور صابر لکھ دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے کمتر (دیندار) کو دیکھتا ہے اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے برتر (مال دار) کو دیکھتا ہے اور پھر جو اسے (دنیا کے مال واسباب سے) میسر نہیں ہے اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نہ شاکر لکھتا ہے اور نہ صابر۔“ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں مذکورہ دو خصلتوں کی موجودگی یا عدم موجودگی کا نتیجہ بتلایا گیا ہے جس میں پہلی دو خصلتیں ہوں گی، وہ یقیناً ایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام کرے گا؛ کیونکہ اس کی نظر اپنے سے زیادہ متقی و پارسا شخص پر ہوگی اور وہ اسی کو نمونے کے طور پر اپنے سامنے رکھ کر اس کی اقتداء کرے گا۔ دوسرے، وہ شخص اللہ کا شکر بھی خوب ادا کرے گا کیونکہ وہ ہر وقت ان کو دیکھے گا جو اس سے بھی زیادہ محروم قسم کے لوگ ہیں، تو قدرتی طور پر ہر وقت اس کی زبان کلمات حمد سے تر اور اس کا دل اعتراف نعمت سے معمور رہے گا۔ اس کے برعکس جس شخص کے اندر یہ دو خصلتیں نہیں ہوں گی، وہ ایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے سامنے وہ نمونے ہوں گے جو دین کے زیادہ پابند نہیں ہوں گے۔ دوسرے، یہ شخص ہر وقت اپنی محرومی ہی کا گلہ اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہی کرے گا؛ کیونکہ اس کے آئیڈیل وہ لوگ ہوں گے جو محض دنیا دار اور ہر طرح کے وسائل سے بہرہ ور ہوں گے۔

قوم سبا کا عبرت ناک واقعہ:

”سبا“ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے مورث اعلیٰ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قوم کی بستی یمن میں شہر ”صنعاء“ سے چھ میل کی دوری پر واقع تھی۔ اس آبادی کی آب وہوا اور زمین اتنی صاف اور اس قدر لطیف و پاکیزہ تھی کہ اس میں مچھر، مکھی، پسو، کھٹمل وغیرہ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ موسم نہایت معتدل تھا نہ گرمی نہ سردی۔ یہاں کے باغات میں کثیر پھل آتے تھے۔ کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوکرا لئے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے پھلوں سے اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا۔ غرض یہ قوم بڑی فارغ البالی اور خوشحالی میں امن وسکون اور آرام وچین سے زندگی بسر کرتی تھی؛ مگر نعمتوں کی کثرت اور خوشحالی نے اس قوم کو سرکش بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی ہدایت کے لئے یکے بعد دیگرے کئی انبیاء کو بھیجا جو اس قوم کو خدا کی نعمتیں یاد دلا دلا کر عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے؛ مگر ان سرکشوں نے خدا کے مقدس نبیوں کو جھٹلا دیا اور اس قوم کا سردار اتنا متکبر اور سرکش آدمی تھا کہ جب اُس کا لڑکا مر گیا تو اس نے آسمان کی طرف تھوکا اور اپنے کفر کا اعلان کر دیا اور اعلانیہ لوگوں کو کفر کی دعوت دینے لگا اور جو کفر کرنے سے انکار کرتا، اُس کو قتل کر دیتا تھا اور خدا عز وجل کے نبیوں سے نہایت ہی بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کہتا تھا کہ آپ لوگ اللہ عز وجل سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نعمتوں کو ہم سے چھین لے۔ جب سردار اور اس کی قوم کا طغیان وعصیان بہت زیادہ بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر سیلاب کا عذاب بھیجا۔ جس سے ان لوگوں کے باغات اور اموال و مکانات سب غرق ہو کر فنا ہو گئے اور پوری بستی ریت کے تودوں میں دفن ہو گئی اور اس طرح یہ قوم تباہ وبرباد ہو گئی کہ ان کی بربادی ملک عرب میں ضرب المثل بن گئی۔ عمدہ اور لذیذ پھلوں کے باغات کی جگہ جھاؤ اور جنگلی بیروں کے خار دار اور خوفناک جنگل اُگ گئے اور یہ قوم عمدہ اور لذیذ پھلوں کے لئے ترس گئی۔ قران مجید میں صبر وشکر کرنے والوں کے لیے نصیحت وعبرت کے طور پر اس واقعے کو ذکر کیا گیا اور فرمایا گیا: ”قوم سبا کے لئے ان کے مسکن میں ہی ایک نشانی موجود تھی۔ اس مسکن کے دائیں، بائیں دو باغ تھے۔ (ہم نے انھیں کہا تھا کہ) اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ پاکیزہ اور ستھرا شہر ہے اور معاف فرمانے والا پروردگار۔ مگر ان لوگوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا۔ اور ان کے دونوں باغوں کو دو ایسے باغوں میں بدل دیا جن کے میوے بدمزہ تھے اور ان میں کچھ پیلو کے درخت تھے کچھ جھاؤ کے اور تھوڑی سی بیریاں تھیں۔ ہم نے یہ سزا انھیں ان کی ناشکری کی وجہ سے دی تھی اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ہم نے ان کی بستی اور اس بستی کے درمیان جس میں ہم نے برکت رکھی تھی، کھلے راستہ پر کئی بستیاں آباد کر دی تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں کہ ان میں رات دن بلاخوف وخطر امن سے سفر کرو۔ مگر وہ کہنے لگے: ”اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی مسافتیں دور دور کر دے اور (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ چنانچہ ہم نے انھیں افسانے بنا دیا اور تتر بتر کر ڈالا۔ اس میں یقیناً ہر صابر و شاکر کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ (سورۃ سبا: ۱۵۔۱۹)

خلاصہ کلام:

موجودہ زمانے میں اجتماعی وانفرادی دونوں حیثیتوں سے جو سخت آزمائشیں اور مصیبتیں آرہی ہیں اور ہر کوئی حالات کا شکوہ کرتا نظر آرہا ہے، ہم ان سے عبرت حاصل کریں۔ اگر ہم خدانہ خواستہ کسی بیماری یا پریشان میں مبتلا ہیں تو صبر وشکیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اگر عافیت وصحت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں تو منعم حقیقی کی شکر گزاری سے ہرگز دریغ نہ کریں۔ حق تعالی ہمیں اس دور ابتلا سے نجات عطا فرمائے اور عافیت کی زندگی مقدر فرمائے۔ آمین

نقیب

ڈاکٹر عبدالمنان طرزی

آپ سے بن گیا ایک تحفہ نقیب	آپ سے ہوگیا وہ کیسا نقیب
کچھ دنوں اس پہ سایہ رہا ابر کا	مرحبا چاند ہی بن کے نکلا نقیب
پہلے جو بھی تھا وہ سب کو معلوم ہے	اب صحافت کا ہے ایک دعویٰ نقیب
کرتے عشاق ہیں جیسے معشوق کا	انتظار ایسا ہی کچھ کراتا نقیب
ان کے دیوانوں میں اختلاف ہے بڑا	کرتے دعویٰ سبھی کہ ہے میرا نقیب

دعاء مغفرت

نہایت ہی دکھ کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ جناب حافظ نصیر احمد صاحب موضع کنہئی، سوپول، بیرول ضلع دربھنگہ کی اہلیہ محترمہ رقیہ خاتون طویل علالت کے بعد یکم ؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو رحلت فرما گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحومہ کی عمر ۶۰ ؍سال کے قریب تھی، مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک اور دیندار خاتون تھیں، وہ مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب کے چھوٹے بھائی مولانا عرفان احمد کی ساس تھیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، قارئین نقیب سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔ ان کے انتقال پر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، مدیر نقیب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی سمیت دیگر کارکنان و ذمہ داران نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی ہے۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی شجاعت وبہادری

حامد تحسین دیوبندی

جس طرح دو مادی چیزوں کے ٹکرانے سے آواز کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے اسی طرح جب دو نظریے ٹکراتے ہیں تو اس کے نتائج بھی کچھ کم اہمیت کے حامل نہیں ہوتے، تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ نظریوں کے ٹکراؤ کا ردعمل بھیانک جنگوں کی صورت میں بھی ظاہر ہوا ہے، نظریات تو ادلتے بدلتے رہتے ہیں کبھی شدت اختیار کر لیتے ہیں کبھی شدت میں کمی آجاتی ہے اور وقت وضرورت تقاضوں کے تحت ان میں تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔

جنگ بدر بھی ایک ٹکراؤ تھا لیکن اس کی کیفیت بالکل مختلف تھی اس میں دو عقیدوں کا تصادم تھا اور جب عقیدوں کا تصادم ہوتا ہے تو ایک کا مٹ جانا لازمی ہے، جس طرح آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اندھیرے مٹ جاتے ہیں، جنگ بدر کی یہی کیفیت تھی یہ حق وباطل کی جنگ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوہ صفا کے پہلے خطبہ سے ہی شروع ہوگئی تھی، آپ کو باری تعالیٰ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے اس لئے اخلاق کریمانہ سے متصف فرمایا، یہی وجہ تھی کہ آپ مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں طنز کے تیروں کو اپنے صبر کی ڈھال پر روکتے رہے، قہقہوں کی بوچھاروں کو استقلال کی چٹان پر لیتے رہے، کفار کی سنگ باری سے بہنے والے زخموں کے لہو کو ننھی فاطمہ زہراؓ اپنے آنسوؤں سے دھوتی رہیں اور طائف کے پتھر اپنے دامنِ افسوس سے پونچھتے رہے، کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ سامنے آگئے کبھی حضرت عمر فاروقؓ چٹان بن گئے۔ ہجرت کے بعد مخالفت کی تیز وتند آندھی کے آثار ظاہر ہونے لگے، نفرت کی گرم ہواؤں کا رخ مدینہ کی طرف ہوگیا، اسلام کے پھلتے پھولتے اور بار آور ہوتے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا کفارِ مکہ کی مجبوری اور ضرورت بن گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا مسکن مدینہ آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہا تھا، ذہنوں اور دلوں میں ایک فیصلہ کن جنگ کی بساط بچھ چکی تھی، ارادوں کے مہرے حرکت میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگرمیوں کا جائزہ لے رہے تھے، کفار مکہ انگلیوں پر گنے جانے والے نہتے مسلمانوں کے خلاف اپنی عسکری طاقت سے نہ صرف مطمئن تھے بلکہ اس پر نازاں بھی تھے، اور کیوں نہ ہوتے مکہ سے مدینہ کے راستہ کے تمام ہی قبیلے ان کے دوست اور ہم نوا تھے، مدینہ میں انصار اور یہودی آباد تھے، وہ دونوں فرقے اپنی عادتوں، خصلتوں، عقیدوں اور کلچر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف تھے، اس کے باوجود مدینہ کی زندگی پرسکون تھی اور اسے کسی بیرونی حملہ کا خطرہ بھی نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہجرت فرمانے سے مدینہ ان کے لئے خطرہ کی علامت بن گیا، دوسرے عبداللہ بن ابی رئیس الانصار تھا اس کی تاج پوشی کی تیاریاں زور وشور سے جاری تھیں اس کو زبردست زک پہنچی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تشریف لانے سے اس کی بادشاہیت کے خواب کی کرچیاں بکھر چکی تھیں، کیوں کہ انصار زیادہ تر دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، بادشاہت سے محرومیت کے احساس سے جان لیوا احساس اور کیا ہوسکتا تھا، سمندر کی لہروں کی طرح مچلتی اس کی آرزو ساحل نامراد کی پیاسی ریت میں جذب ہو چکی تھی، ناکامی، نامرادی اور محرومیت نے اس کی آنکھوں میں انتقام کی چنگاریوں کو دہکتے شعلے بنا دیا تھا، کفار مکہ نے اس کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطابت کے جمال وکمال نے اس کو اہل قریش کا ساتھ دینے سے روک دیا، لیکن اس کے صحرائے دل سے منافقت کی تیز اور گرم ہوائیں ضرور اٹھتی رہیں، گویا ایک سرد جنگ Cold War مدینہ میں بھی جاری تھی۔

ابوسفیان کی سرداری میں جو تجارتی قافلہ شام سے مکہ آرہا تھا اس کے واسطہ سے ایک افواہ کی گرد اڑ رہی تھی کہ مسلمان اس قافلہ پر حملہ کریں گے، ایسی ہی ایک خبر مدینہ میں بھی جی رہی تھی کہ اہل مکہ مدینہ پر چڑھائی کرنے والے ہیں، اس لئے کفارِ مکہ کو حملہ کرنے کی بے چینی اور بے صبری تھی، اتفاقاً عبداللہ بن جحشؓ کے ہاتھوں عمرو بن الحضرمی کے قتل نے نفرت وعداوت کے بارود میں بہانے کی چنگاری ڈال دی، جنگِ بدر باطل کے اندھیروں اور حق کے اجالے کی جنگ تھی، اندھیرے اجالوں سے گتھم گتھا ہونے کی کوشش میں مصروف تھے، لیکن اس حقیقت سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے کہ ضدین کا کبھی ملاپ نہیں ہوسکتا، اندھیرے اور اجالے کبھی ہم سفر نہیں ہوسکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب نبوت کے سفر کو کون روک سکتا تھا، آپ کے اخلاق عظیم کی خوشبو حق کی ہواؤں کے دوش پر سوار تھی، جس کو قیامت تک دنیا کی فضاؤں میں بسا رہنا اور ان کو معطر رکھنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب علم کی روشنی کفر کے اندھیروں کا سینہ چیر کر پھیل رہی تھی، عتبہ اور ابوجہل اس سفر کو روکنے اور روشنی کے قتل کرنے کے مہمل اور بے معنیٰ ارادہ سے ۷۰۰ر پرچھائیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے بدر کے مقام پر آئے، جو مدینہ سے ۸۰ر میل کے فاصلہ پر تھا اور جس کو کاتبِ تقدیر نے ان کے بے گوروکفن لاشوں کا قبرستان لکھ دیا تھا، یہ واقعہ ماہ رمضان ۲ھ کا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سالوں تک صبر واستقلال اور حسن اخلاق کے کامیاب ہتھیاروں سے جہاد فرماتے رہے، لیکن اب تاریخ میں پہلی بار حق وباطل کی جنگ میں تیر وتلوار کی سناسن کی آوازیں سننے کے لئے وقت کے لمحے بے چین تھے، میدان بدر میں کھڑے بے سروسامان ۳۱۳ر روزہ دار مسلمانوں کی گرفت اپنی ٹوٹی پھوٹی تلواروں کے قبضوں پر مضبوط ہوتی جارہی تھی اور ان کے دلوں میں ایمانی قوت کے جذبے ۷۰۰ر سپاہیوں کی آہن پوش چٹان سے ٹکرانے اور اسے پاش پاش کر دینے کے لئے سمندر کی بے قرار لہروں کی طرح مچل رہے تھے، لیکن نگاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی منتظر تھیں جو باری تعالیٰ سے فتح ونصرت کی خوش خبری کے باوجود رب العزت میں دعاء گو اور سجدہ ریز تھے، آپ آنکھوں میں آنسوؤں کے سمندر سمٹ آئے تھے اور محویت کا یہ عالم تھا کہ چادر بار بار کندھے سے گر گر جاتی اور آپ کو احساس بھی نہ ہوتا۔

سردار لشکر عتبہ جو کچھ نرم گوشہ رکھتا تھا، لیکن ابوجہل کے طعنوں سے عاجز ہو کر سب سے پہلے اپنے بھائی اور بیٹے کے ساتھ صف سے آگے بڑھا اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے للکارا، عتبہ کو حضرت حمزہؓ اور ولید کو حضرت علیؓ نے ایک ہی وار میں خاک چٹا دی، لیکن عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو شہادت کی حد تک زخمی کر دیا، لیکن جب جنگ دوبدو ہوئی تو مسلمانوں کی شجاعت دیکھنے اور تلواروں کی سناسن کی آوازیں سننے کے لئے وقت کے سینہ کی دھڑکنیں ٹھہر گئی تھیں، کفار مکہ کے سینوں میں دل لرز رہے تھے، وقت کے مؤرخ کے ہاتھ میں قلم کانپ رہا تھا، حضرت حذیفہؓ کو اپنے ہی باپ کے، ابوبکرؓ کو اپنے ہی لخت جگر کے خلاف ننگی تلواریں لئے کھڑا اور حضرت عمرؓ کی تلوار کو اپنے ہی ماموں کے خون میں تر عفراء کے بیٹے ابوجہل کو مارنے والے نوجوان معاذؓ کو اپنا کٹا ہوا بازو خود ہی اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر جسم سے علیحدہ کرتے دیکھ کر تاریخ کی بوڑھی آنکھیں حیرت زدہ تھیں، کیونکہ اس نے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا، مسلمانوں کے لئے آج تمام رشتے ناطے ختم ہو چکے تھے تمام محبتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں سمٹ آئی تھیں اور آپ کی محبت پر قربان کر دی گئی تھیں، کفار کے دل کی دھڑکنیں اپنی گنتی بھول گئی تھیں، سوچ کے دھاروں کا تلاطم راہِ فرار تلاش کر رہا تھا، بس مجبوری کی تلواریں ان کے ہاتھوں میں تھیں جن پر ان کی گرفت مسلمانوں کی شجاعت نے کمزور کر دی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ۷۰ر سورماؤں کے بے گوروکفن لاشے خاک وخون میں پڑے ان کی بہادری اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی قسمیں اور دعوؤں کا مرثیہ پڑھتے دکھائی دے رہے تھے، اور باطل کا وہ جاذب جو حق کے حرف کو چاٹنے آیا تھا خود اپنے ہی زخموں کا لہو چاٹ رہا تھا۔

میدان بدر میں ذلت آمیز شکست اور ۷۰ر سورماؤں کے خاک چاٹنے کی خبر نے جیسے ہی مکہ کے گھروں کے دروازوں پر دستک دی ہر گھر ماتم کدہ بن گیا، عورتیں بیوگی کی چادر میں لپٹی اس دور کے دستور کے مطابق اپنی زلفیں بکھرائے ان میں خاک ڈالے ماتم کناں تھیں، شکست خوردہ ذلت کا بوجھ کاندھوں پر اٹھائے یہ تھکا ماندہ منتشر لشکر بوجھل بوجھل قدموں سے مکہ پہنچا تو ان خواتین کی ناگن جیسی خاک آلود زلفیں ان کے پاؤں کی زنجیریں بن کر ان کو ڈسنے لگیں۔ اور ان کی کمانِ زبان سے نکلے ہوئے زہر آلود طنز کے تیروں نے ان کے بچے کچے دل وجگر کے حصوں کو بھی چھلنی اور ان کو گنگ کر دیا، ان عورتوں کی زبان سے مسلمانوں کے لئے گالیاں اور ان کو مٹانے کی قسمیں گندے زخموں سے پیپ کی طرح بہہ رہی تھیں، ذلت کے انہیں زخموں کی جلن اور بے چینی تھی جو فتح کی امید کے ہاتھوں ان کو سہلانے کے لئے ایک بار پھر کفار مکہ کو میدان احد میں کھینچ لائی تھی۔

خوداحتسابی کا فقدان

وصیل خان

ایک اچھا معاشرہ خوش اخلاق، خوش فکر اور صالح انسانوں کے درمیان ہی وجود میں آتا ہے اور اچھا انسان اچھی پرورش اور نگہداشت سے تشکیل پاتا ہے اور ہر انسان کی پرورش اس کے گھر سے شروع ہوتی ہے، اس لئے ہر گھر اور خاندان کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں تعلیم وتہذیب اور تربیت کا ماحول پیدا کریں۔ جس طرح چکی کے دو پاٹ ایک دوسرے سے مل کر ہی اناج پیسنے کے لائق بنتے ہیں اسی طرح والدین باہمی ربط اور تال میل کے ذریعے بچوں کی تربیت کی ذمہ داری صحیح طریقے سے ادا کر سکتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی اگر کمزور پڑا تو سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ مرد کی ذمہ داری عموماً گھر کے باہر کی ہوتی ہے وہ محنت ومشقت جھیل کر افراد خانہ کی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے اسباب مہیا کرتا ہے جبکہ عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر کی ہوتی ہے، اس کے کاندھوں پر گھریلو ضرورتوں کے ساتھ بچوں کی تربیت کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے۔

اس طرح مرد وعورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہوتے اور گاڑی کا سارا دارومدار انہی پہیوں پر ہوتا ہے اگر ان میں ذرا بھی خرابی یا کمزوری آئی تو زندگی کی یہ گاڑی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ مرد اپنی خارجی مصروفیتوں میں اتنا محو ہو جائے کہ اسے کچھ پتہ ہی نہ چل سکے کہ گھر کے اندر کیا ہو رہا ہے اور عورت اپنی داخلی ذمہ داریوں سے انحراف کرتے ہوئے دوسرے غیر ضروری امور کی انجام دہی میں اپنے فرائض سے غافل ہو جائے اگر ایسا ہوا تو یقیناً زندگی کی گاڑی حادثے کا شکار ہوسکتی ہے اس لئے دونوں کو ہی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ خاتون خانہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بچوں کی درست طور پر پرورش کرے اور ان کے اندر اسلامی تہذیب اور دینی واخلاقی مزاج پیدا کرے، ساتھ ہی ان کے لئے ایسی تعلیم کا انتظام کرے جو انہیں صالح انسان بنانے میں معاون ہو۔ چونکہ ماں کی گود بچوں کیلئے اولین درسگاہ ہوتی ہے۔ یہاں سے وہ جو بھی سیکھتا اور سمجھتا ہے اور جس نہج پر اس کی پرورش و پرداخت ہوتی ہے اس کا اثر زندگی بھر قائم رہتا ہے اور وہ ہمیشہ اسی فطری تربیت پر قائم رہتا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے، جن بچوں کی دادیاں اور نانیاں بھوت پریت اور چڑیلوں کے قصے سناتی تھیں (بدقسمتی سے اب وہ روایت بھی ٹوٹ چکی ہے) ان کے تعلق سے یہی دیکھا گیا ہے کہ وہ بچے جوانی سے بڑھاپے تک خوف ودہشت کی نفسیات کا شکار رہتے ہیں، اس کے برعکس جن بچوں کو شجاعان عالم کے واقعات سنائے جاتے ہیں ان کے اندر ہمت واستقلال پیدا ہوتا ہے اور وہ ساری زندگی نڈر اور بے خوف رہتے ہیں۔

لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اب ایسا کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے اور گاڑی کے یہ دونوں پہیئے کمزور ثابت ہو رہے ہیں۔ والدین بچوں کی پرورش سے پوری طرح غافل ہو گئے ہیں وہ انہیں نہ تو وقت دے پاتے ہیں نہ ہی ان پر نظر رکھتے ہیں کہ ان کا بچہ کیا پڑھ رہا ہے، کس طرح زندگی گزار رہا ہے، اس کی سرگرمیاں کیا ہیں، کس کس سے مل رہا ہے اور کن لوگوں کے درمیان اٹھتا بیٹھتا ہے، انہیں نہ تو اس کی خبر ہوتی ہے نہ ہی وہ کوئی خبر رکھنا چاہتے ہیں، کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔ جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے ہم انسان نہیں جانوروں کا ریوڑ تیار کر رہے ہیں ظاہر ہے جانوروں سے اخلاق، ڈسپلن اور پرامن معاشرے کی تشکیل کی توقع ہی فضول ہے اور نئی نسل اپنی تہذیب اور اسلامی مزاج سے ناآشنا اور شریعت سے دور بلکہ بہت دور ہوتی جارہی ہے اور معاشرہ بد سے بدتر ہوتا جارہا ہے اور ہم صرف اور صرف تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ کیا ہم یہ نہیں چاہتے کہ معاشرے سے یہ خرابیاں دور ہوں اور ہمارا وجود دوسروں کیلئے رحمت ثابت ہو، کیا ہمیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ آج پورے ملک میں ہم بے وزنی کا شکار ہیں اور ہمارے وجود کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔ ہماری شناخت ایک جھگڑالو قوم کی بنتی جارہی ہے، آج ہماری کم وبیش یہی کیفیت ہے یا بنا دی گئی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہم اس کیفیت سے نکلنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ گذشتہ دنوں ہمارے ایک عزیز بغرض ملاقات آئے، انہوں نے اپنی بائیک ایک کالونی کی دیوار سے لگا دی تبھی کالونی کے واچ مین نے اعتراض کیا کہ یہاں پارکنگ نہ کریں اور بائیک ہٹا لیں، انہوں نے کہا کہ بس صرف پانچ منٹ کی مہلت دے دیجئے میں بس ملاقات کر کے جانے والا ہوں، لیکن واچ مین بضد تھا کہ نہیں صاحب یہاں سے بائیک ہٹا لیں، آخر وجہ کیا ہے انہوں نے استفسار کیا تو کہنے لگا آپ لوگ بہت جلدی اور ذرا سی بات پر غصہ ہو جاتے ہیں اور پھر گالم گلوچ کے ساتھ مار پیٹ پر اتر آتے ہیں۔ کچھ سوچا آپ نے لوگوں کے درمیان ہماری شبیہ کس طرح کی بن گئی ہے یا بنا دی گئی ہے اور ہم اس تعلق سے سوچنے کی ضرورت بھی نہیں محسوس کرتے، کیا اسلام نے ہمیں اسی طرز معاشرت کی تعلیم دی ہے، کیا ہمارے اس عمل سے اسلام کی شبیہ اچھی ہوسکتی ہے، اسلام نے ہمیں امن وسلامتی کا امین بنایا ہے لیکن ہم یہ ذمہ داری اپنے کاندھوں سے کیوں اتار رہے ہیں۔ کیا ہمیں اپنے موجودہ طرز عمل میں کچھ ترمیم کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی، اٹھیئے اور اس صورتحال کو بدلنے کیلئے پوری ذمہ داری سے آگے آیئے اور یہ عہد کیجئے کہ اب اپنے بچوں کیلئے وقت نکالیں گے ان پر نظر رکھیں گے اور ان کے اندر دینی مزاج کی تشکیل کریں گے اور اپنے کردار وعمل کی روشنی سے سارے معاشرے کو روشن ومنور کر دیں گے۔ زمانہ بہت بے چین ومضطرب ہے اس کا مداوا صرف اسلام کے پاس ہے۔

یہ اپنی تنگ ظرفی ہے کہ ہم خود بھی نہیں اپنے — زمانہ اپنا ہو جاتا اگر آغوش وا کرتے

اعــــلان مفقــود الخبــری

معاملہ نمبر ۳۵/۳۳۵/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شکر پور بھرواره دربھنگہ)

شبانہ پروین بنت محمد عالمگیر مقام قاضی بہیرا ڈاکخانہ نگرڈیہہ ضلع دربھنگہ۔فریق اول

بنام

محمد اسماعیل ولد عبید اللہ مقام بڑی مہولی، نانکار ڈاکخانہ بندھولی، ضلع دربھنگہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره دربھنگہ میں عرصہ ۴/سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۷/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۴/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۱/۳۷۷/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

شاہ نیرہ خاتون بنت محمد حکیم الدین مقام دلشاد پور ڈاکخانہ بھیلا گنج، ضلع کٹیہار۔فریق اول

بنام

محمد فیضان عالم ولد محمد خلیل احمد مقام وڈاکخانہ مادھے پور ضلع کٹیہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار میں عرصہ تین سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۵/ستمبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۲۴/۱۷۳۵/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر ، مدھوبنی)

اسمیہ خاتون بنت اسرائیل مقام گیدر گنج ڈاکخانہ مدنا ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد سمیر ولد محمد عباس مقام گیدر گنج ڈاکخانہ مدنا ضلع مدھوبنی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر ، مدھوبنی میں عرصہ ۹/ سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۸/ستمبر ۲۲ء بدھ بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱/۶۱۶/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور سمستی پور)

ثمینہ خاتون بنت محمد لالو مقام غنی پور بیجھا نمبر ۵، ڈاکخانہ غنی پور بیجھا ضلع مظفر پور۔فریق اول

بنام

محمد چاند ولد محمد مسلم مقام تاج پور کسب آہر نمبر ۳، ڈاکخانہ تاج پور ضلع سمستی پور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور سمستی پور میں عرصہ چار ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۹/ستمبر ۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۲/۱۴۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی، ضلع سوپول)

گلشن خاتون بنت محمد ضاب الانصاری مقام پرواہا وارڈ نمبر ۶ ڈاکخانہ ایس نرملی ضلع سوپول۔فریق اول

بنام

محمد شاہنواز ولد محمد ریاض ضلع غازی آباد (یوپی) ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی، ضلع سوپول میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۷/ستمبر ۲۰۲۲ء بروز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۲/۱۲۴/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدھے پورہ)

ترانہ خاتون بنت محمد شریف مقام نولکھیا وارڈ نمبر ۱، ڈاکخانہ مدھے پورہ بلاک مدھے پورہ ضلع مدھے پورہ۔فریق اول

بنام

محمد ارمان ولد محمد رفیق مقام سلاکری ڈاکخانہ دھوج ضلع فرید آباد (ہریانہ)۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدھے پورہ میں عرصہ ۳/ ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۳/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۳/۱۶۴۹/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا)

عائشہ صدیقہ عرف ہاجرہ خاتون بنت ابواللیث انصاری، مقام بسوریا، داروغہ ٹولہ، وارڈ نمبر ۳۰، بتیا ضلع مغربی چمپارن ۔فریق اول

بنام

عبدل خان ولد صلاح الدین عرف گڈو، مقام ۲۸۸/ ۵۸ نگلہ محرام سرائے خواجہ، بلاک کھیریا موڑ آگرہ ضلع آگرہ (یوپی) ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ بتیا ضلع مغربی چمپارن میں غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳/اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

☆سوشل میڈیا کے ذریعے ایک نیا فتنہ☆

ان دنوں سوشل میڈیا پلیٹ فارم کے ذریعے واٹس ایپ پر ایک پیغام روانہ کیا جارہا ہے جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے اور کہا گیا ہے کہ اسے پندرہ بیس لوگوں میں شیئر کرنے سے دل کی مراد پوری ہوگی، اس پوسٹ میں سبز عمامہ والے ایک شخص کی تصویر دکھائی گئی ہے، جس کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے، اس سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ تصویر پیغمبر اسلامؐ کی ہے، یہ تصویر دکھانے کا رجحان سب سے پہلے آزاد انڈین Azad Indian نیوز چینل نے نوپور شرما کی خبروں کے ساتھ دکھانا شروع کیا تھا، جس پر کئی غیرت مند مسلمانوں نے اعتراض جتایا تھا، اس تصویر میں اس شخص کے ہاتھوں میں قرآن کا نسخہ نہیں تھا؛ لیکن گردش کررہی تصویر میں قرآن کا نسخہ ہاتھوں میں دیا گیا ہے، یہ شرپسند عناصر کی ایک مذموم کوشش ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ایسا کوئی پوسٹ سوشل میڈیا پر آپ کو موصول ہو تو اسے فوراً ڈیلیٹ کردیں اور آگے نہ بڑھائیں، نیز پوسٹ بھیجنے والے کو مطلع کردیں کہ اس طرح کے پوسٹ فارورڈ نہ کریں، جس سے مسلمانوں اور پیغمبر اسلامؐ کی توہین ہوتی ہو۔

راشد عزیری ندوی

نتیش کی نئی کابینہ نے 8 تجاویز کیے منظور

اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے بعد وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی قیادت میں تشکیل عظیم اتحاد حکومت نے اساتذہ کے حق میں بہتر فیصلہ لیا ہے۔ میٹنگ میں اساتذہ کی تنخواہ کی ادائیگی کے لئے 94ارب 40لاکھ روپے کی منظوری دی گئی۔ اس سے ڈھائی لاکھ اساتذہ کو فائدہ پہونچے گا۔ میٹنگ میں کل 8 تجاویز منظور کئے گئے۔ میٹنگ میں بالو بندوبستی کی تجویز کو بھی منظوری دی گئی۔ اس کے تحت اب ریاست مین بالو مہنگی ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ مختلف زمروں کی 1092 تعلیمی آسامیاں اور 273 غیر تعلیمی اسامیاں بھرنے کی تجویز کو بھی منظوری دی گئی۔ اس پر حکومت ہر سال 49 کروڑ 49لاکھ 51ہزار 500 روپے خرچ کرے گی۔ کابینہ کی میٹنگ میں بہار میں بالو کے گھاٹوں کو اگلے 5سالوں کے لیے سیٹلمنٹ کی ای نیلامی کے ذریعہ حاصل کرنے کی تجویز کو بھی منظوری دی گئی۔ کابینہ کے اجلاس میں محکمہ زراعت میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر ملازمت کرنے والے ملازمین کے اعزازیہ اور ای پی ایف کی رقم، بامتی کیمپس کی انتظامیہ، سیکورٹی اور توسیعی پروگرام کے لیے 33 کروڑ 62لاکھ 96ہزار 600روپے کی اسکیم پر عمل درآمد کی منظوری دی گئی۔ اس کے علاوہ دیگر تجاویز کو بھی منظوری دی گئی۔

بھوپال مال میں نماز کے خلاف بجرنگ دل کارکنان کا احتجاج

ہندوتوا گروپ بجرنگ دل کے ارکان نے بھوپال کے ڈی بی مال میں کچھ مردوں کے نماز پڑھنے کے خلاف احتجاج کیا۔ بجرنگ دل کے ارکان نے مال میں ہنومان چالیسا کا بھجن بھی پڑھا۔ مظاہرین کی قیادت کرنے والے بجرنگ دل کے رکن ابھجیت سنگھ راجپوت نے پی ٹی آئی کو بتایا کہ "ہمیں گزشتہ ایک ماہ سے اطلاع مل رہی ہے کہ کچھ لوگ ڈی بی مال کی دوسری منزل پر نماز پڑھ رہے ہیں۔" "ہم آج وہاں پہنچے اور نماز پڑھنے والے 10 سے 12 لوگوں کو پکڑ لیا۔" ٹویٹر پر ایک ویڈیو میں کچھ مردوں کو نماز ادا کرتے ہوئے دکھایا گیا جو مال کا ایک ویران حصہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن راجپوت نے دعویٰ کیا کہ نماز ایک کھلی جگہ پر ادا کی جا رہی تھی۔ مال انتظامیہ نے ایک ایڈوائزری جاری کی ہے کہ مال کے احاطے کے اندر کسی قسم کی مذہبی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ایم پی نگر پولیس اسٹیشن کے انچارج کیشانت شرما نے کہا کہ اس معاملے میں کوئی شکایت درج نہیں کی گئی ہے۔

شدید تنقیدوں کے بعد گھر میں نماز ادا کرنے والوں پر درج مقدمہ خارج

ریاست اتر پردیش کے ضلع مرادآباد کے تھانہ چھجلوٹ علاقے کے دولہے پور گاؤں میں واقع ایک گھر کے اندر اجتماعی نماز ادا کرنے پر 26افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ کیس کی جانچ ایس ایس پی نے سی او کانٹھ کو سونپی تھی۔ سی او نے معاملے کی تفتیش کی اور تحقیقاتی رپورٹ کے بعد پولیس نے کیس کو خارج کر دیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ جن لوگوں نے نماز ادا کرنے کو لے کر کیس درج کرایا تھا، جانچ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کیس بالکل بے بنیاد ہے اور اسی بنیاد پر کیس کو بند کر دیا گیا ہے۔ یہ معلومات مرادآباد پولیس نے اپنے ٹوئٹر ہینڈل کے ذریعے شیئر کی ہے، جس کے بعد ایس ایس پی ہیمنت کٹیال نے جانکاری دیتے ہوئے کہا کہ اس معاملہ کی جانچ سی او کانٹھ نے کی ہے، جس میں واقعہ ثابت نہیں ہوسکا، جس کی بنیاد پر کیس کو خارج کر دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ مرادآباد کے تھانہ چھجلوٹ کے دلہے پور گاؤں میں مسلمانوں نے ایک گھر میں اجتماعی طور پر نماز ادا کی جس پر ہندو مذہب کے لوگوں کو اعتراض ہوا اور انہوں نے تھانہ میں ایف آئی آر درج کرائی۔ ہندو فریق کا کہنا ہے کہ دونوں فریق کے مابین اس سے قبل ایک سمجھوتہ ہوا تھا اور گھر میں اجتماعی طور پر نماز ادا کرنا اس سمجھوتے کی خلاف ورزی ہے۔ ہندو فریق کا کہنا ہے کہ گاؤں میں کوئی مندر نہیں ہے، ہم لوگ دوسرے گاؤں پوجا کرنے جاتے ہیں ہم نہیں چاہتے ہیں کہ گاؤں میں کوئی نئی روایت شروع ہو۔ اس حوالے سے تھانہ چھجلوٹ میں 16 نامزد اور 10 نامعلوم کے خلاف شکایت درج کی گئی۔ ایس پی دیہات سندیپ کمار مینا نے کہا کہ اس پورے معاملے کی جانچ کا حکم دیا گیا ہے۔ معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے فوری کارروائی کی گئی۔ ماحول خراب کرنے اور مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے سلسلے میں کیس درج کیا گیا۔

حجاب کے معاملہ میں سپریم کورٹ نے کرناٹک حکومت کو نوٹس جاری کیا

سپریم کورٹ نے ریاست کے تعلیمی اداروں میں حجاب پر پابندی کو برقرار رکھنے کے ہائی کورٹ کے حکم کو چیلنج کرنے والی درخواست پر کرناٹک حکومت کو نوٹس جاری کیا۔ جسٹس ہیمنت گپتا اور سدھانشو دھولیا کی بنچ نے کچھ اپیل کنندگان کی طرف سے التوا کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اس معاملے کی اگلی سماعت 5 ستمبر مقرر کی گئی ہے۔ کرناٹک ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف عدالت عظمیٰ میں کئی عرضیاں دائر کی گئی ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ حجاب پہننا مذہبی عمل کا ضروری حصہ نہیں ہے، جسے آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت تحفظ دیا جا سکتا ہے۔ واضح رہے یکم جنوری کو چھ لڑکیوں نے کہا کہ انہیں اُڈوپی کے ایک گورنمنٹ کالج میں حجاب پہن کر کلاس روم میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا، اور کالج میں داخلہ سے منع کیے جانے پر وہ کالج کے باہر احتجاج میں بیٹھ گئی تھیں۔

ایک سے زیادہ نکاح اور حلالہ کے خلاف دائر درخواستوں پر سماعت

ایک سے زیادہ نکاح اور حلالہ کے خلاف دائر درخواستوں پر پانچ ججوں کی بینچ دسہرے کے بعد سماعت کرے گی۔ عدالت نے 9 درخواستوں پر نوٹس جاری کیا ہے۔ عرضی گزار ثمینہ بیگم دو بار تین طلاق کا شکار ہو چکی ہیں۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایپلیکیشن ایکٹ 1937 کے سیکشن 2 کو آئین کے آرٹیکل 211514 اور 25 کی خلاف ورزی قرار دیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک سے زیادہ نکاح اور حلالہ کو تسلیم کرتا ہے۔ ساتھ ہی تعزیرات ہند 1860 کی دفعات تمام بھارتی شہریوں پر یکساں طور پر نافذ ہونا چاہیے۔ درخواست میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین طلاق آئی پی سی کی دفعہ 498 کے تحت ایک ظلم ہے۔ آئی پی سی کی دفعہ 375 کے تحت نکاح، حلالہ عصمت دری ہے اور تعدد ازواج آئی پی سی کی دفعہ 494 کے تحت جرم ہے۔ ساتھ ہی درخواست میں کہا گیا ہے کہ قرآن میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت اس لیے دی گئی ہے تاکہ ان خواتین اور بچوں کی حالت بہتر ہو سکے جو اس وقت مسلسل جنگ کے بعد بچ گئی تھیں اور ان کا کوئی سہارا نہیں تھا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی وجہ سے آج کے مسلمانوں کو ایک سے زیادہ شادی کرنے کا لائسنس مل گیا ہے۔ درخواست میں ان بین الاقوامی قوانین اور ممالک کا بھی ذکر کیا گیا ہے جہاں ایک سے زیادہ نکاح ممنوع ہے

دہلی میں شراب کے خلاف خواتین کا مظاہرہ

رپورٹ کے مطابق ہندوستانی خواتین نے شراب کے خلاف اولڈ جے این یو کیمپس کے قریب بیر سرائے بازار میں مظاہرہ کیا، مظاہرہ کرنے والی خواتین نے اپنے ہاتھوں میں ایسی تختیاں اٹھا رکھی تھیں جن پر شراب کا ٹھیکہ نہیں کھلے گا، اور شراب کی دکانیں بند کرو جیسے نعرے لکھے ہوئے تھے، مظاہرہ کرنے والی خواتین کا کہنا تھا کہ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اسکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں کے قریب شراب کی دکانیں کھولی جا رہی ہیں، مظاہرہ کرنے والی خواتین کا کہنا تھا کہ بیر سرائے بازار میں کسی بھی حالت میں شراب کی دکان نہیں چلنے دی جائے گی، ان کا کہنا تھا کہ یہاں شراب کی دکان کھلنے سے تعلیم کا ماحول خراب ہوگا اور نوجوانوں میں شراب کی لت بڑھے گی، قابل ذکر ہے کہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی اولڈ کیمپس کے سامنے بیر سرائے مارکیٹ میں زیادہ تر دکانیں کتابوں کی ہیں، اس مارکیٹ میں مختلف مسابقتی امتحانات کی تیاری کے لئے کتب دستیاب ہوتی ہیں اس لئے اس بازار میں طلبا و طالبات کا رش رہتا ہے جس میں دہلی کے ساتھ ہی دیگر پڑوسی ریاستوں کے طالبعلم بھی شامل ہوتے ہیں

طب وصحت

ناک کی بیماری اور اس کا علاج

ناک سے متعلق اجزاء Sinuses کہلاتے ہیں۔ ان میں ورم آ جائے تو Sinus کی بیماری کہلاتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کی جھلی میں ورم آ جاتا ہے جس کی وجہ سے بدبو یا خوشبو کے ذرات قوت شامہ کی جھلی تک نہیں پہنچ پاتے اور بو ہونے کے باوجود اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ کبھی جوف دماغ سے شامہ کی جھلی مل جائے تو بدبودار مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بدبودار چیز موجود نہ ہوتے ہوئے بھی اس کی بو محسوس ہوتی ہے۔ یہ قوت شامہ کا اہم ترین حصہ ہے جو دماغ کے سامنے والے حصے سے شروع ہو کر باریک شاخوں کے ساتھ ناک کی اندرونی جھلی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو قوت شامہ ختم ہو جاتی ہے۔ ناک دور جدید کی زبان میں ایک ایئر کنڈیشنگ پلانٹ کی حیثیت رکھتی ہے جس کا بنیادی کام یہ بھی ہے کہ وہ پھیپھڑوں کو گرم، مرطوب اور صاف ستھری ہوا فراہم کرتی رہے۔ پیدا ہوتے ہی بچہ جب پہلی چیخ مارتا ہے تو اس پلازمہ کی کارکردگی شروع ہو جاتی ہے۔ ناک جہاں ایئر کنڈیشنگ پلانٹ ہے تو یہ کھانے پینے کی چیزوں میں اچھائی، برائی، خوشبو بدبو میں حد امتیاز کھینچ دیتا ہے۔ گویا ایک چیک پوسٹ بھی ہے۔

چھینکیں زیادہ آنا: گرچہ کبھی کبھی چھینک آنا صحت کی علامت سمجھی جاتی ہے مگر یہ شکایت جب حد سے زیادہ ہو جاتی ہے تو انسان کو بجائے فائدے کے طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ بعض دفعہ دھوپ میں چلنے یا گردوغبار یا تیز تمباکو یا مرچ وغیرہ کی دھانس ناک میں چلی جانے سے بار بار چھینکیں آتی ہیں اور بعض دفعہ تیز قسم کی رطوبات کی وجہ سے اندرونی جھلی میں خراش پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بے اختیار چھینکیں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ جب چھینکیں بار بار آئیں اور ناک میں سوزش ہو اور تکلیف معلوم ہو تو ناک کو اچھی طرح سے صاف کر کے روغن گل کے چند قطرے ناک میں ٹپکائیں اور اگر دھوپ میں چلنے کی وجہ سے ہو تو آپ سرد غسل کریں۔

علاج: گردوغبار اور دھوپ میں چلنے پھرنے سے اور تیز چیزوں مثلاً مرچ، تمباکو وغیرہ کی دھانس سے بچیں نزلہ ہو تو سرد پانی سے غسل نہ کریں۔ ایک دیگچی میں پانی ڈالیں اور جب یہ ابلنے لگے تو بھاپ لیں۔ اس کی وجہ سے آپ کا ناک فوری طور پر کھل جائے گا

لہسن: آپ کو چاہیے کہ کچا لہسن کھائیں، اس کی وجہ سے آپ کو منہ سے بو آئے گی لیکن یہ ناک کھولنے کے لئے بہت ہی مجرد نسخہ ہے۔ اس کے علاوہ تین سے چار توڑیاں پانی میں ڈال کر ابالیں اور اس میں آدھ چمچ ہلدی ڈال کر اس مشروب کو چھان لیں، اس مشروب سے ناک کھل جائے گا۔

سیب کا سرکہ: ایک پیالی گرم پانی میں سیب کے سرکے کا ایک چمچ ڈالیں، پیئیں اور فوری طور پر بند ناک کھول لیں۔ اس مشروب کو خوش ذائقہ بنانے کے لئے اس میں شہد بھی ملایا جا سکتا ہے۔

ٹماٹر کا جوس: ایک کپ میں ٹماٹر کا جوس، ایک بڑا چمچہ کٹا ہو لہسن، آدھ چمچ ہاٹ ساس اور ایک چمچ لیموں کا رس لیں اور تمام چیزوں کو ابال لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر پیئیں اور بند ناک سے نجات حاصل کر لیں۔

نمک والا پانی: ناک میں نیم گرم نمک کا پانی ڈالیں اور فوری طور پر بند ناک کھول لیں۔

Volume:62/72,Issue:33 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

کون کس کے ساتھ مخلص ہے فراز
وقت ہر شخص کی اوقات بتا دیتا ہے (احمد فراز)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

فلسطین پر ظلم وبربریت آخر کب تک؟

ذکی نور عظیم ندوی

مسجد اقصی کی بے حرمتی، وہاں ہونے والے ظلم وتشدد، فوجیوں کی زیادتیاں، معصوموں کا قتل عام، یک طرفہ اسرائیلی توسیعی منصوبے، ناجائز تعمیرات اور قبضہ کو مستقل شکل دینے کی مذموم حرکتیں، اقوام متحدہ، حقوق انسانی تنظیموں اور بااثر ممالک کی مجرمانہ بے غیرتی اور منافقانہ خاموشی، اسرائیل کی ظالمانہ وجارحانہ کاروائیوں میں ہوتا اضافہ، عام بستیوں پر بمباری اور دیگر تمام اسرائیلی جرائم کے پس منظر میں تمام ملکوں، تحریکوں یہاں تک کہ ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ ان شرارتوں سے مظلوم فلسطینیوں کو نجات دلانے کیلئے ہر سطح پر نہ صرف آواز بلند کریں بلکہ عملی طریقے بھی اختیار کئے جائیں اور ان کے سدباب کیلئے ممکن مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

اگر ہمیں فلسطین میں شہیدوں کی لاشیں۔ زخمیوں کی سسکیاں، بلکتی ماؤں کی آہیں، بہنوں کی درد بھری صدائیں، یتیموں اور بیواؤں کی چیخیں، مسجد اقصی اور فلسطین میں بہتی خون کی دھاریں۔ ہزاروں بے گھروں کی تکلیفیں، معذوروں کی آرزوئیں اور امنگیں، مظلوموں کی دعائیں، نہتے مجاہدین کی محدود کوششیں، یہاں تک کہ حقوق انسانی کی پامالی کی داستانیں، صحافیوں اور میڈیا کی دبائی گئی آوازیں، مٹائی گئی تصویریں اور تحریریں، اغوا کی وارداتیں اور معمولات زندگی ٹھپ ہو جانے کی حقیقتیں اب بھی بیدار کرنے اور جھنجھوڑنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں تو یہ ہمارے احساس وشعور، امیدوں اور توقعات ہی نہیں بلکہ ہر سطح پر اجتماعی موت یا خودکشی کا اعلان ہوگا جس کے بعد ہمیں کسی سے شکوہ کا کوئی حق نہیں۔

ایک بار پھر فلسطین پر اسرائیل کی ظلم وزیادتی، اندھا دھند فائرنگ، بمباری اور قتل عام کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور حسب سابق ان واقعات پر چہار طرفہ شدید ردعمل، ناقابل برداشت درد وکرب کے اظہار، بعض ملکوں کے تیز وتند بیانات آنے لگے ہیں، یقیناً جلد ہی مختلف ملکوں پر مشتمل تنظیموں کی میٹنگیں اور اس میں شدید مذمتی قراردادیں بھی پاس کی جائیں گی، لیکن کیا اس سے اسرائیل کی وحشیانہ وجابرانہ کاروائیوں پر کوئی فرق پڑے گا یا اس میں مزید شدت پیدا ہوگی اور فلسطینیوں کے درد وکرب اور پریشانیوں میں اضافہ کا سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے گا؟ ایسا لگتا ہے کہ مسئلہ فلسطین کے سنجیدہ حل اور فلسطینی بھائیوں کی پریشانیوں کے ازالہ کی حقیقی کوششوں کے بجائے ہمیشہ کی طرح صرف بیان بازی میں مقابلہ آرائی ہو رہی ہے اس سے نہ فلسطین کا فائدہ نہ ان کی پریشانیوں میں کمی کی توقع، نہ مسجد اقصیٰ کے تقدس میں اضافہ اور نہ ہی اسرائیلی شرارتیں رکنے کا امکان۔

یاد رکھیں کہ اس وقت دنیا دوراہے پر کھڑی ہے، روس اور چین امریکہ کو سخت چیلنج پیش کر رہے ہیں عالمی سطح پر صورت حال تغیر پذیر ہے، ایک طرف روس یوکرین جنگ، دوسری طرف تائیوان میں چین امریکہ کشمکش، آذربائیجان وآرمینیا اختلافات اور یورپ میں غذائی قلت واقتصادی کساد بازاری کسی بھی وقت یک قطبی دنیا کو تبدیل کر سکتی ہے، وفاداریاں بدل سکتی ہیں دوست دشمن اور دشمن دوست ہو سکتے ہیں، معمولی غلطی کا سنگین اور بڑا خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ اس صورت حال میں بہت سنجیدگی سے حالات کے جائزہ، مناسب لائحہ عمل، قوت فیصلہ اور اس کی تنفیذ کی ضرورت ہے۔

گزشتہ سالوں ترکی نے اپنے ملکی مفاد کے لئے جو کچھ کیا، روس، یوکرین، اقوام متحدہ اور کبھی کبھی امریکہ کے درمیان جس طرح ثالثی کا کردار ادا کیا، وہ مالی اعتبار سے مستحکم، علاقہ کی اہم تجارتی اور بڑی مسلم عسکری طاقت بھی ہے، صدر اردغان کو اندرون ملک بھی کسی چیلنج اور دقت کا سامنا نہیں، مختلف موقعوں پر امریکہ اور روس جیسی بڑی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرتے ہیں، بیرون ملک بھی اپنی حیثیت منوانے میں کامیاب، مضبوط حکمت عملی، مستقل مزاجی اور پلاننگ کی لئے مشہور ہیں، ضرورت پڑنے پر عراق اور شام پر عسکری طریقے بھی استعمال کئے اور اپنے مفادات کو کبھی متأثر نہیں ہونے دیا۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسئلہ فلسطین میں زبانی دلچسپی اور سخت بیانات کے بجائے عملی اقدامات کے ذریعے اسرائیل کو اپنے قدم پیچھے کھینچنے، فلسطینیوں کو آزادی اور ان کا جائز حق دلانے اور مسجد اقصیٰ کے تقدس کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرے۔

ایران اپنے بیانات کے ذریعہ امریکہ جیسی سپر پاور طاقت کو چیلنج کرتا رہا ہے، اس نے علاقہ میں اپنے اثر ورسوخ کو بڑھانے میں بھی کامیابی حاصل کی، شام وعراق کی حکومتیں ایرانی مفادات کی رعایت اور بھرپور تائید کرتی ہیں، یمن کے حوثیوں اور حزب اللہ کے پیچھے بھی وہی ہے، مضبوط مالی حیثیت کی حامل قطر اور ترکی سے بھی قربت ہے، وہ جوہری معاہدہ میں ملکی مفادات کے تحفظ کی بھرپور کوشش کر رہا ہے، اس نے فلسطین کے تعلق سے سخت بیانات جاری کئے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ عملی طور پر بھی کوئی اقدام کرتا ہے جس سے واقعی حالات میں تبدیلی ہو اور ایران کی مسئلہ فلسطین میں سنجیدگی اس کی حقیقی طاقت اور ارادوں کا لوگوں کو احساس ہو سکے۔

سعودی ولی عہد محمد بن سلمان ان دنوں اپنی کامیاب اقتصادی وسفارتی پالیسیوں، برادر ملک قطر سے تعلقات کی بحالی، ترکی صدر کی ریاض آمد اور پھر ترکی میں ان کی ضیافت اور خاص طور پر امریکی صدر بائیڈن کی اپنے دیرینہ موقف میں تبدیلی کے بعد سعودی عرب کا سفر، ولی عہد سے برابری کی بنیاد پر گفتگو، روس یوکرین جنگ سے پیدا شدہ صورت حال میں ان سے تعاون کی خصوصی امید اور درخواست، اس پر ولی عہد کا واضح موقف اور پھر بعض یوروپی ملکوں کے کامیاب سفر کے بعد وہ بین الاقوامی سطح پر ابھر کر جس طرح سامنے آئے، اسی طرح خلیجی ملکوں سے حسب سابق پر اعتماد دوستانہ تعلقات، مصر کے ساتھ مل کر فلسطین کیلئے مختلف موقعوں پر کئے گئے اقدامات اور اس سلسلہ میں سعودی عرب کے سابقہ تاریخی کردار کے مدنظر ان سے صرف مالی، سفارتی، طبی ساز وسامان، اشیاء خورد ونوش یا دیگر اشیاء کی فراہمی ہی نہیں بلکہ کسی مؤثر اقدام کی توقع کرنا غلط نہیں، معاشی طور پر مستحکم انڈونیشیا، ملیشیا اور بہت سے دوسرے مسلم وغیر مسلم ملکوں سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

یہ خبر کسی حد تک قابل اطمینان ضرور ہے کہ معصوم بچوں سمیت تقریبا 50 لوگوں کی شہادت، 3 سو سے زائد زخمیوں اور ہزاروں گھروں کی تباہی اور دیگر ناقابل بیان نقصانات کے بعد بعض ملکوں اور حکمرانوں کی کسی قدر سنجیدہ اور خاموش کوششوں اور مصر کی عملی پہل اور ثالثی سے وقتی جنگ بندی ہوگئی، لیکن کیا یہ مستقل حل ہے اور اس سے آئندہ اسرائیلی جارحیت وبربریت اور حقوق انسانی کی پامالی نہ کئے جانے کی ضمانت دی جاسکتی ہے؟۔

موجودہ صورتحال میں فلسطین کی مزاحمتی تحریکوں خاص طور پر حماس، جہاد اسلامی، الفتح اور دوسری مؤثر طاقتوں کو آپسی اختلافات اور ذاتی مفاد سے اوپر اٹھ کر باہمی افہام وتفہیم کے ذریعہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ انفرادی طور پر کوئی ایسا فیصلہ نہ لیں جو تمام فلسطینیوں کی مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ یا مسجد اقصی کے تقدس کی بحالی میں مزید دشواری پیدا کرے۔ موجودہ پس منظر میں یہ بڑا مثبت، مؤثر، مفید اور کامیاب تعاون ہوگا۔ گویا اس مسئلہ میں اجتماعی وانفرادی، حکومتی وشخصی ہر سطح پر ذمہ داری ادا کرنے، ممکنہ وسائل کا جائزہ لیکر کوئی متعین طریقہ نہیں بلکہ الگ الگ طریقے اختیار کرنے اور اسرائیل پر چوطرفہ مؤثر دباؤ کی سخت ضرورت ہے۔

جہاں تک ہندوستانی مسلمانوں کا تعلق ہے تو ان کے لئے یہ چیز مفید ثابت ہوسکتی ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہودیوں نے جس طرح سے فتنہ وفساد، اپنے محسنوں کے ساتھ زیادتیاں اور پیٹھ پیچھے چھورا گھونپنے کی حرکتیں کیں وہ اس کی حقیقت لوگوں کے سامنے لائیں اور وطن عزیز اور اس کے تمام باشندوں کو ان کے جال میں پھنسنے، دھوکہ کھانے اور مستقبل قریب یا بعید میں ان کی متوقع فتنہ انگیزیوں اور شرارتوں سے انھیں بچانے کی سنجیدہ موثر اور منصوبہ بند کوشش کریں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

☆ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ہفت روزہ ترجمان اخبار ہر سموار کو طبع ہو کر پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور سموار و منگل دو دنوں کے اندر ڈاک کے حوالہ کر دیا جاتا ہے، یہ تین چار دنوں میں خریداروں تک پہونچ جاتا ہے، اگر یہ اخبار آپ تک پابندی سے نہیں پہونچتا یا ڈاکیہ ٹال مٹول کرتا ہو تو آپ اس کی اطلاع مندرجہ ذیل نمبر پر فون کر کے دفتر کو دیں تاکہ متعلقہ افسران سے رابطہ کر کے اسے آپ تک پہونچانے کی حتمی صورت نکالی جاسکے۔

☆ اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (منیجر نقیب)